لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصوّر رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ٢٤ | کلکتہ: چہار شنبہ ۱۲ رجب ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta : Wednesday, June 18, 1918.

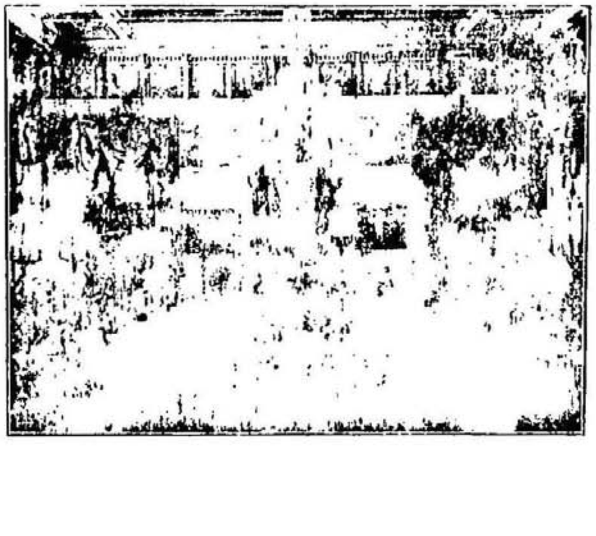

تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین
القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad
7/1 McLeod street,
CALCUTTA.

Telegraphic Address.
"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly „ „ 4-12

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابو الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
« الہلال »

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱۲ رجب ۱۳۳۱ ہجری — نمبر ٢٤
Calcutta : Wednesday, June 18, 1918.

فہرست

شـــذرات
دوسري جلد کي آخري اشاعت ۱
النباء الالیم
مسئلہ شام و مصر ۳
بے طرفي یا طرفداري ۳
ہفتـــہ جنگ
مقـــالۂ افتتـــاحیہ
مسئلۂ سود (۲) ۵
مـــذاکرۂ علمیــــہ
حـــظ و کـــرب (۱) ۸
مقـــالات
نتائج و عبر ۱۱
نامورران غزرۂ بلقان
شہادت بطل حریۃ (۳) ۱۳
شئـــون عثمـــانیہ
مسلمان جزائر فلپائن ۱٦
مراسلات
واقعۂ سید ہاشمي ۱۷
داستان خونیں ۱۸
تاریخ حسیات اسلامیۂ مسلمانان ہند کا ایک ورق
اعانۂ مہاجرین ۱۸
فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ ۲۰

تصـــاویر

شوکت پاشا مرحوم ۳
[illegible] ہال ۱۴
[illegible] ۱۵

شذرات

دوسری جلد کي اخری اشاعات

تذکار شہداء اسلام

(۱) ناموران غزرۂ طرابلس کے سلسلے میں شہداء اسلام کے حالات ایک مخصوص طرز میں لکہے جاتے تہے - ایک مدت سے طبیعت افسردہ ہے - عرصہ گذر گیا کہ شہیدان ملت کی یاد میں کوئی صحبت ماتم منعقد نہیں ہوئي - جس قوم کیلیے اب دنیا میں صرف " ماتم و حسرت " هي کا ایک شغل باقی رهگیا هو ' اسے اتنے دنوں تک اپنے اس ایک هی شغل محبوب سے بے خبر نہیں رهنا چاهیے :

دلا یہ درد و الم بہی تو مغتنم ہے ' کہ آخر
نہ نالۂ سحري ہے نہ آہ نیم شبي ہے

(۲) شہداے بلقان اور جان نثاران اسلام کے حالات و تصاویر کا ایک بڑا ذخیرہ عرصے سے مہیا ہے ' مگر لکہنے کی مہلت نہ تہی - ارادہ تہا کہ الہلال کی ایک " خونیں اشاعت " خاص شہداے اسلام کی یادگار اور مخصوص تذکار میں شائع کی جاے -

(۳) حسب ارادہ ترتیب مضامین کی مہلت نہیں ' تاهم ارادہ ہے کہ آئندہ کي دو اشاعتیں خاص طور پر " تذکار شہداء اسلام " میں شائع کي جائیں - عام ابواب مضامین کے علاوہ اسمیں بعض مخصوص مرقعات اور مقالات ہونگے -

(۴) نیز " حزب اللہ " کے مقاصد کی تشریح و توضیح کے متعلق جن مضامین کا انتظار ہے ' وہ بہي مقالۂ افتتاحیہ کی جگہ ان میں شائع کیے جائیں گے - رسالے کے مضمون میں زیادہ تفصیل پیدا ہوتي جاتي ہے - اسکو مکمل کر کے شائع کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے کہ پھر بعض دیگر ابتدائي معلومات کیلیے بہي اعضاء حزب اللہ کو اسي کا بہیجدینا کافي هو - و ما توفیقي الا باللہ -

النبـــاء الالیـــم !!

والفـــزع الاکبـــر

ابھی کل کی بات ہے کہ مرحوم (نیازی بک) کی شہادت کے حادثے پر لکھتے ہوئے ہم نے ایک ماتمی تمہید لکھی تھی، اور اپنی خانماں ویرانیوں کو ایک تہی دست فقیر سے تشبیہ دی تھی، جسکو اپنی بچی کھچی پونجی کا ایک ایک پیسہ، اشرفیوں اور زر و جواہر سے بھی زیادہ محبوب ہوتا ہے -

لیکن ابھی وہ قصۂ غم ختم نہوا تھا کہ ہز ایکسلنسی محمود شوکت پاشا کے ناگہانی قتل ہوجانے کی خبر الیم نے ایک تازہ زخم کا سامان دلوں کے لیے کر دیا، حالانکہ اگر دلوں کے زخم ہی مطلوب ہیں تو اُنکی پیشتر ہی سے کیا کمی تھی؟

لیکن آہ، اب زخموں کے دن گئے، جسم پر اگر دس بیس زخم ہوں تو انہیں زخم کہنا چاہیے، لیکن جو جسم از فرق تا بقدم زخموں کے سوا کچھ نہو، وہ نئے زخموں کے لیے کہاں سے جگہ لائے؟ اب اسکے لیے زخموں کے استقبال کا انتظار نہیں ہے، بلکہ زخم سے بھی بڑھکر کسی چیز کا، یعنی موت کی تڑپ اور فنا کے نظارے کا !!

ہو چکیں غالب بلائیں سب تمام
ایک مـرگ ناگہـــانی اور ہے !

حیران ہوں کہ اس حادثۂ ہائلہ اور اس فزع اکبر کی تمہید ماتم و تعزیت میں کیا لکھوں؟

نئی مصیبتوں کی سختی پچھلی مصیبتوں کو بھلا دیتی ہے، اور بیماری کے آخری ایک دن کے شدائد مہینے بھر کی مصیبتوں کو فراموش کرا دیتے ہیں - ہمارے گھر کی آتشزدگی کو صدیاں گزر گئیں، لیکن پچھلے دو سالوں سے تو ہر لمحہ کسی نہ کسی نئی بربادی کے استقبال ہی میں کٹ رہا ہے - مصیبتوں کی جب یہ کثرت ہو تو ماتم گساروں کی زبانیں نغاں سنجی سے، اور ہاتھ سینہ کوبی سے بھی کیوں نہ تھک جائیں؟ حوادث و مصائب کی کثرت کی حد ہوگئی کہ اب ماتم گساروں کو نئے ماتموں کیلیے اظہار غم و اندوہ کے الفاظ بھی نہیں ملتے - کثرت غم سے آنکھوں کے آنسو خشک ہو جاتے ہیں، زبانیں بھی اگر بند ہو جائیں تو عجب نہیں؟

غم و اندوہ کے فسانوں میں ایسے گھرانوں اور خاندانوں کی مصیبتیں بیان کی گئی ہیں، جن پر ایک ہی وقت میں ہزاروں غموں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے، مثلاً کوئی جنگ، جس نے ایک ہی معرکے میں انکے تمام افراد کو تہ تیغ کردیا - کوئی بیماری، جس کی ہوا چلی، اور چند گھنٹوں کے اندر سب کے جنازے اٹھ گئے، کوئی ملکی جرم و عقوبت کا حادثہ، جسکی پاداش میں سب کے سب سولی پر چڑھا دیے گئے - یہ محض افسانے ہی نہیں ہیں، بلکہ اس ماتم سرائے عالم میں نہیں معلوم روز ایسے کتنے حوادث و واقعات ہیں، جو گذرتے ہیں، اور ایک ایک زندگی کے اندر ایک ایک مجسم افسانہ پنہاں ہے -

غور کیجیے تو یہ چند افراد کے مصائب ہیں مگر ہماری قومی و ملی بربادیوں کا بھی یہی عالم ہے - صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے کسی فرد ہی پر نہیں، بلکہ فرزندان ملت کے پورے گھرانے پر ایک ہی وقت کے اندر ساری مصیبتیں گھر آئی ہیں - ماتم و حسرت کا ایک جنازہ طیار کرتے ہیں، زبانیں فغاں سنجی میں، اور ہاتھ سینہ کوبی میں مصروف ہوتے ہیں، لیکن ابھی اس پر جی بھر کے رونے بھی نہ پاتے تھے کہ ایک دوسرے جنازہ کی طیاریاں شروع ہو جاتی ہیں ! پھر کس کس کا ماتم کیجیے، اور کس کس پر روئیے ؟

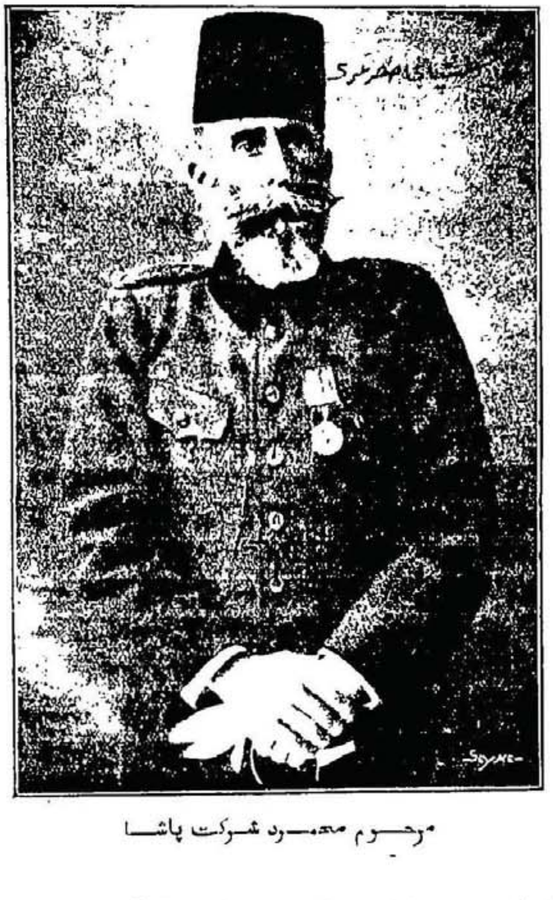

مرحـــوم محمـــود شـــوکت پاشـــا

کلیم از دست بیداد کہ نالیم ؟
بہ کشت ما گذار لشکر افتاد ؟

بربادیوں کی یہ انتہا ہے کہ اگر ہماری بچی کھچی دولت غیروں کے ہاتھوں جنگ کے میدان میں نہ لٹی، تو شہر کی گلیوں میں خود اپنے ہی ہاتھوں تاخت و تاراج کی جا رہی ہے !

میرا ہو آشیانہ، اور آدھا جلا ہوا ؟
بجھ بھی گئی تھی آگ تو بجلی کو کیا ہوا ؟

لب مرگ بیمار اپنا ایک ایک دن گنا کرتا ہے، اور جب سختیوں اور بے چینیوں کا ایک آفتاب غروب ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ ایک دن اور گذر گیا - یہی حال ہماری ملت بیمار، اور امت مریضہ کا ہے - وہ لوگ جو آج جنگ کے میدانوں یا امن کی سازشوں میں تڑپ رہے ہیں، دراصل ہمارے بقیہ ایام حسرت کے چند ایام معدودہ تھے، جو ایک ایک کر کے یکے بعد دیگرے ہم سے رخصت ہو گئے - مرحوم شوکت پاشا بھی ہماری بقیہ زندگی کا ایک آخری شاندار دن تھا، اور افسوس کہ آج وہ بھی غروب ہوگیا - انا للہ وانا الیہ راجعون -

تفصیـــل حادثـــہ

حادثے کے متعلق خبریں بالکل مبہم ہیں، اور خاص تفصیل بھی ہمارے پاس نہیں پہنچی -

تمام تاروں کا خلاصہ یہ ہے کہ گذشتہ بدھ کو مرحوم ایک موٹر کار میں سوار جا رہے تھے - انکے ساتھ ایڈیکانگ موجود تھے - یکایک ایک مقام پر دو آدمیوں نے ریوالور سے حملہ کیا اور گولی نشانے پر لگی - وہ خود اور ایک ساتھی، دونوں شہید ہو گئے -

پولیس نے اس موقعہ پر حیرت انگیز مستعدی اور انتظامی قابلیت دکھلائی - کسی طرح کی بد امنی نہ ہونے دی - فوراً قاتلوں کی تفتیش شروع ہو گئی - اب تک نئی گرفتاریاں عمل میں آچکی ہیں - ایک شخص توپال قدری نامی زیادہ مشتبہ ہے، جو غالباً کسی ایک انگریز کے مکان میں پوشیدہ تھا - تاہم قطعی سراغ لگا لینے کا کوئی اعلان نہیں ہوا ہے -

سلطان المعظم نے فوراً عہدہ صدارت عظمی پر پرنس حلیم پاشا کو مقرر کردیا ' ارر نہایت اعزاز ارر احتشام سے رسوم تدفین عمل میں آئے -

جو حالات قسطنطینہ کے پیش نظر ہیں ' انکے لحاظ سے اس واقعہ کی علت تاریکی میں نہیں رہسکتی - یہ قطعی ہے کہ یہ حادثہ انجمن اتحاد و ترقی کے مخالفین کی سازش سے وقوع میں آیا ' جو آخری انقلاب کے بعد سے مصروف کار تھے - لیکن خواہ کچھہ ہو ' ٹرکی کے برباد شدہ خزانے کا ایک سب سے زیادہ قیمتی ہیرا تھا ' اور وہ بھی اسکے ہاتھہ سے نکل گیا !!

آیندہ اشاعت میں مرحوم کے حالات شائع کرینگے ' اور اب ماتم گساران ملت کیلیے اسکے سوا کیا کام باقی رہگیا ہے کہ بربادیوں پر ماتم ' اور تباہیوں پر مرثیہ خوانی کرتے رہیں !

مسئلہ شام و مصر ایشیا میں ترکی سلطنت کے خوشگوار مستقبل کی نسبت چند ہی روز ہوے ' دول یورپ نے کیا کچھہ امیدیں دلائی تھیں ؟ لیکن یہ امیدیں جس انداز سے پوری ہو رہی ہیں ' اُس کی تشریح معاہدۂ کویت و بحرین کی زبان حال نے اپنے خاموش لہجے میں اچھی طرح کردی ہے -

فرانس نے قبضۂ شام کے لیے مناسب موقع و محل پیدا کرنے کے لیے چند مخصوص رعایتوں کی خواستگاری کی ہے ' اُس کے واقعات بھی آشکارا ہو چکے ہیں - ایکو دی پیرس نے اب یہ نئی خبر سنائی ہے کہ ایشیاے کوچک میں بھی فرانسیسی مصالح و فوائد کی نگرانی و حفاظت لازمی ہے - سوال یہ ہے کہ کہاں لازم نہیں ؟ دنیا میں جو کچھہ ہو رہا ہے ' صرف یورپ ہی کیلیے ہے ' اور جو نہیں ہوتا ' اسکے مطالبے کا بھی صرف یورپ ہی کو حق حاصل ہے - آدمی جب مرجاتا ہے تو زمین کے اوپر رہنے کا اُسے کوئی حق نہیں رہتا ' کیونکہ اب اسکے لیے صرف یہی باقی رہگیا ہے کہ چند بالشت زمین ' زمین کے نیچے لیکر قانع ہو جاے ' مگر زندہ انسانوں کیلیے زمین کی پوری وسعت وقف ملکیت ہے -

یہی حال قومی حیات و ممات کا بھی ہے - جو قومیں زندہ ہیں ' انکو پورا حق حاصل ہے کہ مردوں سے زمین خالی کرالیں - اسمیں شام اور ایشیاے کوچک ہی کے چند بچے بچاے گوشوں کی کیا خصوصیت ہے ؟

وزیر خارجیہ نے اس موضوع کو بہت بڑی اہمیت دی ہے ' اور وزیر بحریہ بھی اس کی تائید میں ہے - امید کی جاتی ہے کہ جنگی بیڑہ کا ایک حصہ سواحل مشرق ادنی کی نگرانی کے لیے مخصوص کردیا جائیگا ' تا کہ یہاں بھی فرانس کا سیاسی رسوخ مستحکم ہو جائے -

دوسری جانب مدبرین برطانیہ مصر میں انگریزی افواج کی تعداد بڑھانے پر زور دے رہے ہیں ' اور عذر یہ قرار دیا ہے کہ اگر کسی دشمن نے مصر پر حملہ کر دیا ' تو کیوں کر مقابلہ ہو سکیگا ؟

فتنۂ اعرابی پاشا کے بعد انگریزی تجارت کی حفاظت کے نام سے مصر و اسکندریہ میں ڈھائی ہزار انگریزی فوج کا قیام ضروری سمجھا گیا تھا ' اور سلطان روم و خدیو مصر سے اسکی اجازت بھی لے لی گئی تھی - مرحوم مصطفی کامل پاشا کی تحریک حریت و وطنیت میں جب توسع ہوی ' اور انگریزی قبضۂ مصر کے خلاف آواز بلند کی گئی ' تو یہ تعداد پانچ ہزار ' اور پھر چھہ ہزار کردی گئی -

اب اس سے بھی زیادہ بڑھانے کا سوال درپیش ہے ' اور مالٹا کی جگہ اسکندریہ کو فوجی مرکز بنانے کا مسئلہ پیش نظر -

بیشک یہ عذر معقول اور تعلیل درست ہے - مصر کے حملہ آوروں کی مدافعت ' ضرور ہے کہ انسانیۃ پرست برطانیہ ہی انجام دے - البتہ وادی نیل کے بدبختوں کو یہ سونچنے کی مہلت ضرور ملنی چاہیے کہ خود برطانیہ کے حملۂ حال و مستقبل سے مصر کی مدافعت کون کریگا ؟

بے طرفی یا طرفداری غزوۂ طرابلس کے سر آغاز ہی میں برطانیۂ عظمی کی جانب سے بے طرفی (حیادۃ یا نیوٹریلٹی) کا اعلان ہوا تھا ' اور اس اعلان کی تجدید محاربات بلقان میں کی گئی تھی ' مگر عملی حالت یہ تھی کہ اطالیوں کو باربرداری کے لیے اونٹوں اور خچروں کی ضرورت پڑی تو جزیرۂ عدن سے یہ ضرورت پوری ہوگئی ' لیکن ترکوں کی امداد کے لیے جب مرحوم نیازی طرابلس الغرب کے قصد سے بھیس بدلے ہوے مصر پہنچا ' تو ادعائی بے طرفی نے اُن کو حراست میں لیکر قسطنطنیہ واپس کر دیا - ترکی جنگی جہاز (حمیدیہ) نے چند مرتبہ بندرگاہ سعید و اسکندریہ کے چکر لگائے تھے ' جہاں اُس کے لیے کوئلے کا ذخیرہ بہم پہونچایا گیا تھا ' " بے طرفی " نے اس کی مخالفت کی اور وہ سلسلہ بند ہو گیا ' مگر برطانی بیڑے نے ۱۸ - اپریل ۱۳ ۱۹ - کو جب سویس کا چکر لگایا ہے تو پورٹ سعید میں اُس کے لیے کوئلے کی فراہمی میں پولیس کی اعانت و امداد ' طرفداری نہیں سمجھی گئی !!

انگلستان و ہندوستان میں جنگ بلقان کی عکسی تصویریں یورپین اخبارات و رسائل کے ذریعہ سے عام ہو چکی ہیں ' مگر جب دہلی کی ایک مسلمان انجمن نے قاہرہ سے یہی تصویریں منگاتی ہے تو اسسٹنٹ کلکٹر کسٹم ہاؤس بمبئی پارسل کو روک لیتا ہے کہ ہندوستان میں تصویروں کا داخلہ قانونی اجازت کے خلاف ہے !

قانون سے غالباً قانون بے طرفی مراد ہوگا اور جس طرز پر یہ پارسل روکا گیا ہے ' اُس سے واقعات سابقہ کی تجدید منظور ہوگی - اس طرز عمل میں جو غرابت ہے ' عام راے بے شبہہ اس کو متعجبانہ چشم و ابرو سے دیکھہ رہی ہے ' لیکن غور سے دیکھیے تو اس میں حیرت و غرابت کی کیا بات ہے ؟ جس ملک کی رعایا کو حکمرانی میں شرکت کا حق ہی حاصل نہو ' وہاں ایسے شتر گربہ اگر ظہور میں نہ آئیں تو یہ بات البتہ تعجب کی ہوگی -

حصۂ جنگ سنہ ۱۹۰۸ع سے پہلے البانیہ کی بہادر قوم کو ترکی سلطنت میں مخصوص امتیازات حاصل تھے - مجلس شوری نے حقوق کے لحاظ سے جب اقوام و افراد کے امتیازی مدارج اُٹھا دیے تو گورنمنٹ کے جانب سے البانیوں کی ناز برداری میں قدرۃً کمی ہونی تھی ' اور طبعاً یہ " دور بعد الدور " گراں گزرنا تھا ' یورپ نے آزادی کی امید دلائی ' اسماعیل کمال بک کو ' جو سلطان عبد الحمید خاں کا مقرب السلطنۃ اور انقلاب ثانی کے دنوں میں چند روز کے لیے وزیر عظم و وزیر مجلس مبعوثان (پریسیڈنٹ ترکی پارلیمنٹ) بھی رہ چکا تھا ' سلطنت البانیہ کی توقع ہوئی - وزیر اعظم فرید پاشا ' جنہیں خاندان سلطانی میں دامادی کا شرف حاصل تھا ' اس آگ پر تیل ٹپکاتے رہے - البانیوں نے اول مطالبۂ اصلاح کی صدا بلند کی ' اور پھر بغاوت کردی - باب عالی نے اس کو بزور شمشیر فرو کرنا چاہا ' ہنوز

یه قضیه ختم نہوا تھا که طرابلس میں جنگ چھڑ گئی - ترک ادھر متوجه تھے ' ادھر میدان خالی تھا ' البانیه میں جمہوریت کا اعلان ہوا - اسماعیل کمال بک رئیس الجمہور قرار پائے - جنگ بلقان کے سر آغاز ہی میں وعدے ہوے تھے که البانیه کی آزاد جمہوریت کو تمام یورپ مصدق مان لیگا - البانیوں نے بلغاریوں کا ساتھه دیا ' ترکوں سے ہر معرکه میں جنگ ہوتی رہی ' اور آخر اسعد پاشا نے اشقودره (سقوطری) کو اسی امید پر جبل اسود کے لیے خالی کر دیا -

تخلیه کے دوسرے ہی دن اُسے یورپ کے وعدے مشتبه محسوس ہونے لگے ' اور نظر آگیا که وہی سلطنتیں جو کامل و مکمل طور پر استقلال البانیه کے وعدے کرچکی تھیں ' اب بھری پارلیمنٹ میں سر ایڈورڈ گرے اُن کے خیالات کی یوں ترجمانی کر رہے ہیں ' که البانیه کی حکومت ترکی سلطنت سے تو آزاد ہوگی مگر یورپ کی نگرانی سے آزاد نہوگی ! !

لیکن اسعد پاشا خود البانیه کا بادشاہ بن بیٹھا ' اور ایوان شاہی پر ترکی جھنڈا نصب کرکے عثمانی سیادت کا اعلان کر دیا - اٹلی و آسٹریا نے حمایت کی - انگلستان اس پر رضامند نه تھا ' اُس نے اپنے دست پرورده مصری شاہزاده (احمد فواد پاشا) کو نامزد کرنا چاہا - یه امید ایسی تھی که مصر میں شاہزادے کو جس قدر اعزازی عہدے حاصل تھے ' سب سے دست بردار ہو جانا پڑا - مگر جب سلطنت کی آرزو بر آنے کا وقت آیا تو قدیم آسمانی تعلیم کی حقیقت سمجھه میں آئی ' که آدم (عم) جرأت کرکے شجر ممنوعه کی جانب بڑھے تو تھے ' لیکن ہاتھه کچھه نه آیا - اُلٹے اپنی برہنگی کی ندامت اُٹھانی پڑی !

اشقودره اس وقت یورپ کی حفاظت میں ہے ' مگر اس حفاظت سے غالباً مسلمانان اشقودره کی عزت اور بھی غیر محفوظ ہوگئی تھی - شاید وہ آماده ہو چلے تھے که قانون کو اپنے ہاتھه میں لے لیں - انگلستان کو یه ولوله دبانا تھا ' جس کے لیے فوجی طاقت سے زیاده اور کیا چیز موزوں ہو سکتی تھی ؟ ٧ - جون کی شب میں ویسٹ یارک شائر کے ایک دستۂ فوج کو روانگی کا حکم ملا - ریوٹر نے یه خبر مشہور ہی کی تھی که مظلومان اشقودره کی سرگرمیاں ٹھنڈی پڑ گئیں - البانیه میں جہاں جہاں اسلامی آبادی کم ہے وہاں آج کل مسلمانوں کی حالت بالکل ہی غیر محفوظ ہو رہی ہے ' لیکن پارلیمنٹ انگلستان میں جب اس کے متعلق سوال کیا جاتا ہے تو اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر بھی گورنمنٹ کی جانب سے یہی جواب ملتا ہے که " اس باب میں کسی مزید کاروائی کا اعلان ممکن نہیں "

ہدیوں پر میری لڑتے ہیں سگان کوی دوست

بلغاریه و سرویه میں مفتوحه ترکی علاقوں کے قبض و دخل کے متعلق اس قدر کشاکش بڑھی که روس و جرمنی اور فرانس کو بڑی سختی سے تہدید کرنی پڑی - دونوں سلطنتوں نے روس کی ثالثی تسلیم کرلی ہے - بلغاریه کی مجلس وزرا اس مداخلت کو بے اصول سمجھه کر مستعفی ہوگئی ہے - ڈاکٹر ڈینیف نئے وزیر اعظم مقرر ہوے ہیں ' اور وہ جدید وزارت بھی مرتب کر چکے ہیں - اس جنگ سے تباہی کا جو خطره تھا وہ تو رک گیا ہے ' مگر سرویس کی بلغاری فوج ہیضے سے تباه ہوتی جاتی ہے -

انگلستان کی رائے میں " اب اس حالت میں ازسرنو جنگ کا چھڑ جانا انسانیت کے بالکل ہی خلاف ہے " یعنی اس سے قبل کی خونریزی اور مسلمانوں کا قتل عام تو شاید خلاف انسانیت نہو ' مگر اب دو فرنگی حکومتوں کی معرکه آرائی سے مسیحیوں کی جان و مال خطره میں پڑ جائیگی ' لہذا یه جنگ ضرور خلاف انسانیت ہوگی - بااین همه رومانیه کو یه فلسفه تسلیم نہیں ہے - اُس نے اعلان کردیا ہے که مشرقی یورپ کے سیاسی میزان اقتدار میں خلل پڑنے کو وہ کبھی گوارا نہیں کرسکتی - ضرورت پڑی تو نہایت کوشش و جاں فشانی کے ساتھه اُس کو تلوار کے زور سے اس معامله میں دخل دینا پڑیگا - وہ اپنی فوجیں فراہم کرنے کی ضرورت بھی ظاہر کرچکی ہے -

عثمانیوں اور بلقانیوں میں صلح کرانے کے لیے لندن میں جو کانفرنس اجلاس کررہی تھی ' اُس کی نشستیں پوری ہوچکی ہیں - اصولاً تو معاہدۂ صلح پر پہلے ہی دستخط ہوچکے ہیں ' تفریع مراتب باقی ہے ' جسکی نسبت وکلاے مصالحت کی خواہش ہے که ہر ایک حکومت کے مابین جدا جدا عہد نامے ہو جائے تو زیاده آسانی کے ساتھه قطعی نتائج نکل سکتے تھے -

مرحوم شوکت پاشا کامل پاشا کی جماعت نے - جو مصر کو قطعی طور پر ' مسٹر ایلفرڈ بلنٹ اڈیٹر اخبار ایجپٹ لندن کے بیان کے مطابق انگلستان کے ہاتھوں فروخت کردینے ' شام میں فرانس کا قابضانه رسوخ تسلیم کرنے ' اور عرب میں انگریزی سلطنت کے زیر اثر ایک جداگانه حکومت قائم کرنے کا فیصله کرچکی تھی - اپنے اغراض کو پورا ہوتے نه دیکھکر غالبا (قدری توپال) کے ہاتھوں غازی محمود شوکت پاشا کو شہید کرادیا - قاتل کے تعلقات ایک فرنگی سلطنت کے سفارتخانے سے بھی بیان کیے جاتے ہیں ' تاہم اسکی تفصیل شاید بعد کو آئے که اس حادثے میں یورپ کے دست سیاست نے کیا کام کیا ہے ؟ خونریز جماعت کو اُمید تھی که اس انقلاب کے بعد حکومت اُن کے ہاتھه آجائیگی ' مگر یه آرزو پوری نہوئی - فوری نظم و نسق کے رو سے شہزاده سعید حلیم پاشا وزیر اعظم مقرر ہوے ' جنھیں اس سے قبل تک صرف وزارت خارجه کی ریاست حاصل تھی - خاندان خدیویه مصر کے وہ ایک مشہور ممبر اور اتحاد و ترقی کے سرگرم کارکن ہیں -

شام و عراق میں کامل پاشا کو شورش پھیلانے میں خاطر خواه کامیابی ہوچکی ہے - شام کی حالت سنبھالنے کے لیے سابق وزیر اعظم (حسین حلمی پاشا) انسپکٹر جنرل مقرر کرکے بھیجے گئے ہیں - عراق کا بندوبست بھی عن قریب ہوا چاہتا ہے ' لیکن یه پیشینگوئی کون کرسکتا ہے که سلطنت کا اب کیا حال ہوگا ؟

زر اعانۂ " اردوے معلے "

الہلال میں اگرچه کوئی باقاعده تحریک اس بارے میں نہیں کی گئی تھی ' کیونکه سید صاحب کا اراده معلوم نه تھا ' مگر بعض ارباب درد نے بطور خود چند رقوم بھیجدیں - اب چاہتا ہوں که اسکی فہرست کھول دی جائے - الہلال میں جو کچھه لکھا جاچکا ہے ' ارباب درد و غیرت کیلیے کافی ہے ' اور الله کے ہاتھه میں ہے که وہ دلوں کو اس کیلیے کھول دے -

ایڈیٹر الہلال ٥٠ - روپیه - ایک صاحب درد ١٠ - روپیه - ایک با غیرت و حمیت خاتون ٥ - روپیه - جناب سید مرتضی صاحب (پٹنه) ٥ - روپیه - جناب سید فضل الرحمن صاحب ٢ - روپیه -

الہلال

۱۲ - رجب ۱۳۳۱ ہجری

مسئلۂ سود

به تذکرۂ تحریک آنریبل خواجه غلام الثقلین صاحب

(۲)

الشیطان یعدکم الفقر و یامرکم بالفحشاء ' واللہ یعدکم مغفرۃ منه و فضلاً واللہ واسع علیم - یوتی الحکمۃ من یشاء و من یوت الحکمۃ ' فقد اوتی خیرا کثیرا ' وما یذکر الا اولو الالباب (۲ : ۲۷۲)	شیطان تم کو تنگ دستی سے ڈراتا ہے ' اور برائیوں پر آمادہ کرتا ہے - لیکن خدا اپنی طرف سے مغفرت و برکت کا وعدہ کرتا ہے - اسکا خزانۂ فضل وسیع ' اور وہ سب کے حال سے واقف ہے - وہ جس کو چاہتا ہے ' دانائی اور حکمت عطا فرما دیتا ہے ' اور جس کو حکمت ملے تو بیشک اُس نے بڑی دولت پالی ' اور نصیحت بھی وہی مانتے ہیں ' جو ارباب عقل و بصیرت ہیں -

بقیه مبحث اشاعت گذشته

اصل یہ ہے کہ اس تشبیہ میں علۃ تشبیہ وہ اضطراری حالت ہے ' جو کسی مخبوط الحواس یا مصروع کی اپنے دماغ اور دماغی قوی کے مقابلے میں ہوتی ہے - یہی مجبوری ' بے اختیاری ' اور اضطرار ' ایک سود خوار کو اپنے عوامل ادبیه اور جذبات و عواطف کے مقابلے میں پیش آتا ہے - وہ بغیر حق و محنت اور صرف وقت کے روپیہ حاصل کرنے کا عادی ہوکر ' اسکو ایک حق قدرتی و قانونی سمجھنے لگتا ہے - دولت کی افزایش کا یہ غیر معمولی وسیلہ اسکی طمع و ہوس کو عام انسانی مطامع کے درجے سے المضاعف کردیتا ہے - وہ چونکہ شب و روز ایک ظالمانه حصول نفع اور بے رحمانه جلب زر کی زندگی میں رہتا ہے ' اسلیے رفتہ رفتہ اسکی طبیعت کے تمام امیال و جذبات پر یہی جذبہ حاوی ہوجاتا ہے ' اور اسکا دماغ روپیہ کی تعداد کی کمی و زیادتی کے مسئلے کے سوا کسی اور چیز کو سمجھنے یا محسوس کرنے سے عاجز ہو جاتا ہے - اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ با وجود انسان ہونے کے ' اپنے قواے سبعیه کی مقاومت کرکے انسان نہیں رہسکتا ' اور ایک پاگل اور مصروع شخص کی طرح سرتا سر وجود مضطر ' و از فرق تا بقدم پیکر اضطرار و مجبوری ہو جاتا ہے !

* * *

یہی سبب ہے کہ قران کریم نے سود خواری پر اصرار کرنے والے کیلیے سب سے بڑی وعید نازل کی ' اور اسکو " حرب من اللہ و رسولہ " سے تعبیر کیا -

یہاں تک بحث عام انسانی اخلاق و خصائل کے نتائج کے لحاظ سے تھی ' لیکن اسکے بعد اقتصاد و تمدن کے لحاظ سے " حرب من اللہ و رسولہ " کہنے کے اسباب و علل پر نظر ڈالنا باقی ہے ' اور اسکے ذیل میں نہایت اہم مباحث اُن اصول مدنیۂ معیشیۂ اسلامیہ کے متعلق ہیں ' جنکی بنا پر وہ دولت کی مرکزیۃ ' و عدم تقسیم ' و تعطل اشخاص ' و نزول افراد ' و ضعف کسب و عمل ' کا سخت مخالف ' اور ہر اُس ذریعۂ معاش و طریق زندگی کا دشمن ہے ' جس سے اسطرح کی حالتیں پیدا ہو جائیں -

مگر بحث کے اس ٹکڑے کو اب نہیں چھیڑتا ' کیونکہ مضمون بہت بڑھگیا ہے - انشاء اللہ مجلۂ شہریہ (ماہوار رسالے) میں اسکو کسی وقت لکھونگا -

عود الی المقصود

لیکن سود کے شجرۂ خبیثہ کا بدترین پھل ' اور اصول سود خواری کی مہیب ترین صورت ' وہ جرثومۂ (۱) حیات مدنیۃ ' وہ اعدِ عدوے انسانیۃ ' اور وہ مہلک عمران بلاد ' عفریت خون آشام ہے ' جسکو (سود در سود) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ' اور جسکی تیغ ہلاکت نے نہیں معلوم اس وقت تک دنیا کی کتنی آبادیوں کو ویران ' کتنے محل و ایوان کو کھنڈر ' کتنے بیوت اشراف و اعیان کو فنا ' کتنے پر رونق بازاروں کو سنسان ' اور کتنی عزتوں اور شرافتوں کو ذلتوں اور رسوائیوں ' بربادیوں اور تباہیوں ' نکبت و مسکنت ' فلاکت و ادبار ' سے بدل دیا ہے !!

اگر عجائب و غرائب عالم کو کوئی یکجا کرنا چاہے ' تو اسکے لیے سب سے بڑی عجیب و غریب شے اس مسئلے کی بوالعجبی بھی ہوگی - یہ کیسی عجیب بات ہے کہ قانون چور کو مجرم قرار دیتا ہے ' قاتل کو پھانسی پر چڑھا دیتا ہے ' ڈاکوؤں کے سراغ میں جنگلوں اور غاروں میں بھٹکتا ہے ' اور جرم کی تلاش میں شب و روز حیران و سرگرداں رہتا ہے ' مگر ہزار چوروں اور ڈاکوؤں سے بڑھکر تنہا مجرم تو خود اسکی آستین میں پل رہا ہے - جسکو اُس نے ایک خونخوار بھیڑیے کی طرح مظلوم انسانوں کے گلے پر چھوڑ دیا ہے ' جسکے جرائم کو وہ رونق دیتا ' اور جسکی درندگی کو وہ دودھ پلاتا ہے - اسکی طرف سے وہ بالکل غافل ہے ' اور غافل ہی نہیں ' بلکہ صریح طور پر اسکی حمایت کر رہا ہے !

آج ملک کے افلاس و فلاکت پر گورنمنٹ کے سرکاری اور تعلیم یافتہ ملکی حلقوں میں بحثیں کی جاتی ہیں ' اور اُن لوگوں کی تعداد کثیر پر لوگوں کو اکثر رحم آجاتا ہے ' جو اسقدر غریب ہیں ' کہ دو وقت کی غذا بھی انہیں میسر نہیں آتی - یقیناً ایسے لوگ مستحق رحم ہیں ' اور انکی تعداد دادا بھائی نوروز جی کے گذشتہ قابل قدر شمار و اعداد میں ایک کرور سے متجاوز بتلائی گئی ہے ' لیکن ہندوستان کی آبادی صرف ایک کرور ہی نہیں ہے ' بلکہ اس تعداد سے تیس چالیس گنا زیادہ ہے - جن لوگوں کو دو وقت کی روٹی میسر نہیں آتی ' وہ ملک کی خوشحالی کا راز نہیں ہیں - اصلی جماعت وہ ہے جسکو دو وقت کی روٹی سے زیادہ ملنا چاہیے ' مگر افسوس کہ اتنا ہی بمشکل ملتا ہے - یہ ایک کرور کی تعداد ملک کے پاؤں کی ایک انگلی ہے ' جو کٹ بھی جاے تو غم نہیں ' لیکن اسکے جسم کی ریڑھ کی ہڈی وہ کروڑوں انسان ہیں ' جو شہر سے باہر ' عام زراعت پیشہ آبادی کی صورت میں اور شہر کے اندر متوسط الحال اور اوس سے کسی قدر ادنے طبقات کی صورت میں موجود ہیں ' اور جنکی خوشحالی سے ملک کی خوشحالی ' اور جنکی تباہی سے اس پورے بر اعظم کی تباہی ہے -

وہ جراثیم مہلکہ جو ملک کے اس اکثر حصۂ آبادی کو گھن کی طرح کھوکھلا کر رہے ہیں ' ایک نہیں بلکہ متعدد ہیں ' اور جس مصا سے آتے ہیں ' وہ بھی ایک نہیں بلکہ مختلف ہیں - ان کے

(۱) جرثومہ جراثیم کا مفرد ہے ' جو آجکل خورد بینی کیڑوں (مائکروب) کہلاتے ہیں ' کہا جاتا ہے - یعنی وہ مہلک کیڑے ' جنکے اثر و نفوذ سے مختلف بیماریاں پیدا ہوتی ہیں - [مدہ]

اولین اور قوی اسباب کی تلاش میں حکومت اور طرز حکومت کا سوال پیدا ہوتا ہے ' اور اسکے بعد خود ملکی اور داخلی مفاسد کا - انہی میں سے ایک سبب اعظم اور ایک جرثومۂ قاتل ' سود کا بھی مسئلہ ہے ' اور اسکے لیے کسی عذر و دلیل کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ' کہ براہ راست اسکی جواب دہی اور تمام تر ذمہ داری قانون کے سر کیوں نہو ؟

گورنمنٹ اگر اس سے غفلت کر رہی ہے اور اپنی غفلت پر قانع ہے ' تو اسکا کوئی شکوہ نہیں - ایک امید پر کیا موقوف ہے - آج ملک کا تو یہ حال ہے کہ :

ماجرا ہاست بان چشم فسوں ساز مرا

لیکن پھر ستم یہ ہے کہ با ایں ہمہ حالات بینہ و قاطعہ ' وہ ملک کی خوشحالی کی مدعی ' اور اسکے اسباب افلاس کی سراغ رسانی کی بڑی خواہشمند بھی ہے :

از حسن ایں چہ سوال ست کہ معشوق تو کیست ؟

ایں سخن را چہ جوابست ' تو هم میدانی !

خواجہ صاحب نے اپنی تقریر میں شرح و بسط کے ساتھہ سود در سود کے حالات و نتائج پر نظر ڈالی ہے ' اور آخر میں گورنمنٹ سے خواہش کرتے ہیں کہ قانون خواب غفلت سے کروٹ لے ' اور اپنی ہوشیاری کے اصلی موقعہ پر آنکھیں بند نہ کرلے - اس حالت کا علاج صرف یہی ایک ہے کہ قانوناً سود در سود کے سلسلۂ لا متناہی اور اضعافاً مضاعفہ کی غیر محدود افزایش کو محدود کر دیا جاے ' اور بالعموم سود کی ایک ایسی شرح خاص مقرر کردی جاے ' جس سے زیادہ کے لین دین کرنے کا کسی کو اختیار نہو ' اور عدالت ڈگری دینے سے انکار کردے -

خواجہ صاحب کی اس خواہش میں یقیناً تمام ملک بالاتفاق انکا ساتھہ دیگا -

انہوں نے هندوستان میں سود کے ابتدائی قانون کا ذکر کرکے انگلستان کے قوانین کا ذکر کیا ہے ' اور پھر آن حالات پر نظر ڈالی ہے ' جنکی وجہ سے شرح سود کا غیر محدود ہونا ملک کو ایک دائمی طاعون سے زیادہ نقصان پہنچا رہا ہے - قانون میں آج اسکے لیے کوئی روک نہیں کہ ایک روپیہ سود در سود کے اصول پر ' ایک عرصے کے بعد سو یا ہزار روپیہ کیوں نہ ہوجاے ؟ اور اگر روزانہ نظائر و واقعات پر نظر ڈالی جاے تو قتیلان خنجر " اضعافاً مضاعفہ " کا ہر شخص اپنے سامنے ایک وسیع قبرستان آباد پاے گا - خواجہ صاحب نے چند مقدمات کے طرف اشارہ کیا ہے ' جنمیں چند روپیوں کے قرض کیلیے دس ہزار روپیہ کے سود در سود کی ڈگری دی گئی ہے ' اور اگر تھوڑا سا وقت خاص اس مسئلے کے نظائر الیمہ جمع کرنے پر صرف کیا جاے ' تو صدہا مثالیں بحوالۂ فیصلہ ہاے عدالت ' گذشتہ چند سالوں کے اندر [illegible] کی [illegible] ہیں -

" شا نیلاک " کا ایک نیا گھرانا

عام مہاجنوں اور بیہودہ خصلت بنیوں کی ہندوستان میں کیا کمی تھی کہ ایک نئی مصیبت [illegible] کابلیوں اور ولایتی پٹھانوں کی پیدا ہوگئی ہے - یہ کابلیوں کا ایک بہت بڑا گروہ ہے ' جو ہندوستان میں سود کی باقاعدہ تجارت کرنے [illegible] آتا ہے ' اور بڑے بڑے شہروں کے علاوہ تمام دیہات و قصبات میں پھیل جاتا ہے - روپیے کی ایک تھیلی انکے کمر میں ہوتی ہے ' اور ایک خطرناک اور مقروض افگن لاٹھی ہاتھہ میں - کم تنخواہ کے ملازمت پیشہ اشخاص ' بے سرمایہ دکاندار ' غریب اہل حرفہ و صناع ' عام مزدور اور بیوہ عورتیں ' اور وہ تمام جمعیۃ انسانیہ کا مظلوم ترین طبقہ ' جس کو اس سماء دنیا کے نیچے عیش و مراد حیات میں سے کچھہ نصیب نہیں ' ان ظالم صیادوں کے فتراک سود کا نخچیر ہے ' اور اسکے مناظر ایسے دردناک ' اضطراب انگیز ' اور چشم انسانیت کیلیے گریہ آور ہیں ' کہ انکو دیکھکر ممکن نہیں ' کوئی انسان قانون کی مجرمانہ اور معصیت پرورانہ غفلت و اغماض پر اپنے حق بجانب غیظ و غضب کو روک سکے -

ان لوگوں کی کوئی خاص شرح مقرر نہیں ' بلکہ مقروض کی احتیاج پر موقوف ہے ' اور جیسی سخت مجبور کن اسکی ضرورت ہوتی ہے ' اتنی ہی رقم بھی سود کی مقرر کر دی جاتی ہے - راکفیلر وغیرہ امریکن کروڑپتیوں کی نسبت کہا جاتا ہے کہ انکی آمدنی اسقدر وسیع ہے کہ گھنٹوں کے حساب سے اسکی تقسیم ہو سکتی ہے - یہی حال ان کابلی مہاجنوں کی شرح سود کا بھی ہے - اسکا حساب بھی مہینے کی قید سے نہیں بلکہ ایک ایک روز کے حساب سے کیا جاتا ہے - اکثر حالتوں میں ایک روپیہ کا سود ایک دن کیلیے دو آنہ ' اور بعض حالتوں میں ایک آنہ ہوتا ہے !!

غریب آبادی اپنی ضرورتوں سے مجبور ہوکر انکے دام میں پھنستی ہے - سینٹ (پال) نے کفارۂ مسیح کی تعلیم اباحت دیتے ہوے کہا تھا : " شریعت گناہگار کو سزا دیسکتی ہے ' پر بچا نہیں سکتی " یہ ایک سخت فریب تھا ' لیکن میں صحیح طور پر کہتا ہوں کہ قانون صرف ڈگری دیسکتا ہے ' پر مظلوم کو بچا نہیں سکتا -

ان کابلیوں کا کاروبار ایک طلسم عذاب ہے ' جسمیں ایک مرتبہ اگر کوئی شخص پھنس گیا تو پھر " سود در سود " کے پھیر سے نکلنا محال ہے - ساری عمر سود کے دینے ہی میں گذر جاتی ہے ' اور پھر بھی وہ پورا نہیں ہوتا ' اصل رقم کا کیا سوال ہے ؟

ابھی کل کی بات ہے کہ کلکتہ کی عدالت خفیفہ میں ایک یوریشین عورت نے ایک کابلی پر مداخلت بیجا کی نالش کی تھی ' جو روپیہ مانگتے ہوے اسکے مکان میں گھس آیا تھا - مقدمے کے چلنے سے معلوم ہوا کہ مدعیہ کی نانی نے ۲۴ روپیہ اس سے قرض لیا تھا ' جسکا سود ادا کرتے ہوے دو نسلیں گذر گئیں - اصل رقم اب تک باقی ہے ' اور ابھی سود کا سود بھی پورا ادا نہیں ہوا !

سب سے زیادہ عجیب بات روپیے کے دینے میں انکی دلیری اور کسی فیاض آدمی کی طرح بے عذری ہے - لین دین کا عدم اعتماد اور قانونی تحفظ معاملہ کی شرائط کا پورا نہونا بھی معاملات قرض کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہے ' اور اسکی بدولت بہت سے لوگ قرض لینے سے بچ جاتے ہیں - مگر کابلیوں کیلیے یہ تمام چیزیں بے اثر ہیں - انسے معاملہ کرنے کیلیے صرف ایک ہی شرط کافی ہوتی ہے ' یعنی انسے معاملہ کرنا اور روپیہ کی طلب - پھر خواہ کیسا ہی بے اعتبار اور مفلوک الحال شخص طالب قرض ہو ' [illegible] - [illegible] ' اور سب سے زیادہ اپنی لاٹھی کی بے امان قہرمانیت اور ہمہ وقت مستعد قوت پر پورا اعتماد ہے - انکا قانون ' انکی عدالت ' انکا جج ' سب [illegible] ایک سحرکار لاٹھی ہے - وہ بے خطر روپیہ دیدیتے ہیں ' کیونکہ جانتے ہیں کہ انکا مقروض قرض لیتے وقت صرف انکے دہنے ہاتھہ سے روپیہ ہی نہیں لے رہا تھا ' بلکہ بائیں ہاتھہ کی جبر و قہر لاٹھی کو بھی دیکھہ رہا تھا !!

میں جہاں رہتا ہوں ' اسکے قریب ہی چند غریب دھوبیوں کے گھر ہیں - کوئی ہفتہ اس سے خالی نہیں جاتا کہ اس بے امان گروہ کی قساوت ' اور سود کے نتائج محزنہ کا کوئی الم ناک نظارہ نہ دیکھتا ہوں - میں نے بارہا دیکھا ' کہ عین دن کے وقت ' کلکتہ جیسے عظیم الشان شہر کے یورپین کوارٹر میں ' ایک قسی القلب

کابلی اپنے مقروض کو اسکے گھر کے اندر سے گھسیٹتا ہوا سڑک پر لایا ہے - وہ رو رہا ہے' منتیں کر رہا ہے' اسکے پانوں پر لوٹ رہا ہے' لیکن کوئی طاقت نہیں ہے' جو اسکی قہار لاٹھی سے اُسے امان دیسکے' اور کوئی ہاتھہ نہیں ہے' جو اس ظلم کیلیے منتقم ہو - پینل کوڈ ہائی کورٹ کے کتب خانے کی الماری میں' اور جج ایک عالیشان ایوان انصاف کے تخت عدالت پر بے خبر متمکن ہے !!

قانون کی درد انگیز ناکامی

حقیقت میں یہ عجیب بات ہے کہ قانون انصاف کے نام سے اپنی پوجا کراتا ہے' لیکن جنکو انصاف کی ضرورت ہے' وہی سب سے زیادہ انصاف سے محروم ہیں - دنیا میں قانون کی مجلدات سے صدہا کتب خانے بھرے ہوے ہیں' عدالتوں کی عمارتیں سر بفلک کھڑی ہیں' پولیس کا دیوتا سڑکوں کے ہر ناکے پر اپنا علم انصاف لیے ہوے اثبات وجود کر رہا ہے' اور یہ تمام سامان اسدرجہ وسیع اور عظیم الشان ہے' جسکو دیکھکر خیال ہوتا ہے کہ دنیا عدل و داد سے معمور' اور ظلم و بے انصافی سے پاک ہوگئی ہے' اور انصاف کا فرشتہ دنیا کے کونے کونے میں مظلوموں کی خریاد الغیاث کو ڈھونڈھتا پھرتا ہے' تاکہ انکو اپنے پروں کے اندر پناہ دے !!

لیکن اگر عدالت کدونکے سر بفلک مناروں سے نظریں ہٹا کر' زمین کی آبادیوں کے اندر جائیے' اور کسی ایک شہر کا ایک محلہ' ایک محلہ کا ایک مکان' اور ایک مکان کا ایک گوشہ بھی دیکھیے' تو اس وقت صاف نظر آجائیگا کہ ظلم کا خونخوار دیو اب تک بدستور آزاد و حکمراں ہے - اسکے پانوں میں کوئی بیڑی نہیں - اسکا خنجر پرانے سے پرانے غیر متمدن عہد کی طرح بے نیام ہے - اسکی بے امان کاٹ برابر اپنا کام کر رہی ہے' مگر قانون کو اپنے قیمتی عدالت خانوں سے جھانکنے کی مہلت نہیں :

عسس بخانۂ و شہ در حرمسرا خفتست

ممکن ہے کہ امرا کے جگمگا تے ہوے محل' قانون کی روشنی سے منور ہوتے ہوں' مگر روشنی کی ضرورت برق تاب ایوانوں میں نہیں ہوتی' بلکہ تاریک حجروں اور تہہ خانوں میں' اور افسوس ہے کہ انکی تاریکی کیلیے روشنی کا کوئی وسیلہ نہیں -

فی الحقیقت دنیا میں حکومتوں کا قانون کبھی بھی انسداد مفاسد و مظالم میں کامیاب نہیں ہوا' اور یہی ناکامی ہماری رہنمائی کرتی ہے اور بتلاتی ہے کہ نظام اصلاح و عدل کے قیام کے لیے دنیا ان قوانین سے بالا تر ایک الہی قانون یعنی مذہب کی محتاج ہے' جسکی حکومت جسموں پر نہیں بلکہ دلوں پر ہو !!

اضعـــا فـــاً مضـــا عفـــہ

پس یہی سبب ہے کہ قران کریم نے " اضعافاً مضاعفہ " کہکر سود در سود پر خاص طور پر زور دیا -

یہ " اضعافاً مضاعفہ " اسی سود در سود کے نتائج کی طرف اشارہ ہے' اور جو حال کابلیوں کے سود اور ظالم مہاجنوں کی سودخوری کا آج نظر آ رہا ہے' یہی ہے جو جاہلیت عرب میں رائج تھا - اور اسکی تفصیل اُن روایات و اثار سے معلوم ہوتی ہے' جنکو (امام طبری) نے اپنی عظیم الشان تفسیر میں بہ ذیل آیات ربا جمع کیا ہے - علی الخصوص حضرت (عبد اللہ بن عباس) کی مشہور حدیث مطالعہ طلب ہے -

اسلام دنیا میں آیا' تاکہ ہر طرح کے ظلم و جور سے عالم انسانیت کو نجات دلاے' اور دنیا کیونکر اس سے انکار کر سکتی ہے کہ سود کے بارے میں اسکا ساتویں صدی عیسوی کی تاریک فضاء عالم میں اسقدر صاف اور صریح صدا بلند کرنا' ایک احسان عظیم اور ایک فضیلت کبری نہ تھا ؟

وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا' کذلک یبین اللہ لکم ایاتہ' لعلکم تہتدون - (۳ : ۱۰۰)	اور ظہور اسلام سے پہلے تمہارا یہ حال تھا کہ گویا تم آگ کے گڑھے کے کنارے آلگے تھے' لیکن اسلام کا ہاتھہ دستگیری کیلیے ظاہر ہوا' اور خدا نے تم کو بچالیا - اسی طرح اللہ اپنی نشانیاں ظاہر و بین کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاو -

دنیا آج سود کے نتائج الیمہ کو محسوس کرے تو غنیمت ہے' اور قانون اسکے انسداد کی ضرورت کو پالے تو بہت بہتر ہے' لیکن اللہ کے قانون کو جو کچھہ کرنا تھا' وہ کر چکا' اور جو حکم دینا تھا' دے چکا - یہ ہماری گمراہی ہے کہ انسانوں کے بناے ہوے قانون کی عزت کرتے ہیں' لیکن الہی قانون کو بھول گئے ہیں حالانکہ :

و من احسن من اللہ حکماً لقـوم یوقنون ؟ (۵ : ۵۶)	جو لوگ یقین کرنے والے ہیں' انکے لیے اللہ سے بہتر حکم دینے والا اور قانون نافذ کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے ؟ ؟

یہ مسلمانوں کا اصلی مشن ہے

پس میں " سود " کے مسئلے کو عام نظروں سے بالکل مختلف دیکھتا ہوں' کیونکہ بہتوں کے نزدیک میری سب سے بڑی سعادت' اور بہتوں کے نزدیک میری سب سے بڑی ضلالت یہی ہے کہ ہر مسئلے پر نظر ڈالتے ہوے میرے لیے دلیل راہ صرف " اسلام " ہی کا ہاتھہ ہوتا ہے :

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ' ید اللـہ فوق ایدیہم' (۴۸ : ۱۰)	جو لوگ داعی اسلام کے ہاتھہ میں اتباع و بیعت کے عہد کا ہاتھہ دیتے ہیں' تو انکے ہاتھہ پر اُسکا ہاتھہ نہیں ہوتا' بلکہ در اصل خود خدا کا ہاتھہ ہوتا ہے !!

فالحمد للہ' الذی ہدانی لہذا' و ہو یہدی من یشاء الی صراط مستقیم -

پس میں " مسئلۂ سود " کی تحریک کو محض ملک کا ایک اقتصادی مسئلہ نہیں سمجھتا' بلکہ یہ ایک خالص اسلامی تحریک' اور اسلام کے مشن کا احیاء ہے' اور تمام مسلمانوں کو اپنا فرض دینی سمجھکر اسکے مصائب و شدائد کے انسداد کی سعی کرنا چاہیے' اور یقین کرنا چاہیے کہ بہ حیثیت اسلام کے فرزند ہونے کے انکا اصلی مشن یہی ہے کہ خدا کے بندوں کو ظلم و بربادی کے مصائب سے نجات دلائیں - سود کیلیے جب اور جہاں کام ہوگا' وہ اسلام ہی کا کام ہے -

اس تحریک کی سلسلہ جنبانی کرتے ہوے' آنریبل خواجہ غلام الثقلین نے فی الحقیقت ایک اسلامی فرض ادا کیا ہے' اور مسلمانوں کو اسکا اعتراف کرنا چاہیے -

ہندوستان میں اسلام کو اپنا فرض ادا کرنا ہے - وہ ہر طرح کے ظلم و عدوان کی بیڑیاں کاٹنے کیلیے آیا ہے' اور تمام عالم سے قطع نظر' خود ہندوستان کے پانوں ابھی بہت بوجھل ہیں - ظلم وزیادتی کی یہ بھی ایک زنجیر ہے' اور مسلمانوں کو اپنا فرض دینی سمجھکر اس سے ملک کو نجات دلانے کیلیے سعی کرنا چاہیے -

خواجہ صاحب کا ارادہ ہے کہ وہ اسکے لیے ایک انجمن قائم کرینگے' اور باقاعدہ طور پر اسکی کوشش جاری رکھی جائیگی - کام کرنے کیلیے اس صیغے میں بہت بڑا وسیع میدان موجود ہے' اور انجمن کا خیال نہایت صحیح اور ایک بالکل وقت کی ضرورت ہے - امید ہے کہ ارباب راے و اثر اس بارے میں ضرور خواجہ صاحب کی اعانت فرمائینگے - وفقنا اللہ تعالی ان یوفقنا و سائر اخواننا المسلمین لما یحبہ و یرضاہ -

مذاکرۂ علمیہ

مفــردات جــذ بات

علم النفس کا ایک باب

حظ و کرب (۱)

از : مسٹر عبد الماجد - بي - اے - (لکھنؤ)

(۱)

تمہــید

قانون ارتقاء کي سب سے زیادہ اہم دفعہ ' انتخاب طبیعي و تزاحم في الحیات کا مسئلہ ہے - مد و جزر ' خیر و شر ' نور و ظلمت ' جذب و دفع ' ایجاب و سلب ' کون و فساد ' التیام و خرق ' اجتماع و انتشار ؛ ان سب کي متضاد قوتیں ہر لحظہ و ہر آن اپنا عمل کرتي رہتي ہیں - بلکہ سچ یہ ہے کہ کاینات نام ہي اسي تزاحم و کشاکش کا ہے ' اور دنیا کي حقیقت اس سے زاید کچھہ نہیں کہ وہ ایک اسٹیج ہے ' جس پر بقا و فنا کے متناقض الخواص پتلے ہر وقت ایکٹ کر رہے ہیں !!

جسوقت تک کسی شے میں اجتماع ' ایجاب ' کون ' اور التیام کے عناصر کا پلہ زبردست ہے ' ہم کہتے ہیں کہ وہ شے زندہ ہے یا اسکی ہستی قایم ہے - اور جہاں اس میں انتشار ' خرق ' سلب ' اور فساد کے عنصر نے غلبہ حاصل کیا ' وہ شے ہماري اصطلاح میں فنا یا مردہ ہو جاتی ہے - پس کسی مخلوق کے زندہ رہنے کے معنی یہ ہیں کہ اپنے ماحول کے مقابلے میں اسکے اندر ایسي استعداد موجود ہے ' جسکے باعث اسکے موثرات حیات افزا کا پلہ ' بہ نسبت عوامل مہلکہ کے بھاري ہے - جس مخلوق میں یہ استعداد جتني زیادہ ہوگي ' اسي نسبت سے وہ بہتر ' اور زیادہ مدت تک زندگي بسر کر سکیگی -

یہ قانون ' عالم موجودات کے ذرہ ذرہ پر محیط ہے ' جسکي پابندي سے انسان مستثنی نہیں - اگر اسے زندہ رہنا ہے ' تو ضرور ہے کہ اس میں اُن تاثرات کا حصہ ' جو حیات کو قایم رکھنے والے ' اسکي قوتوں کو بڑھانے والے ' اور جسم و نفس کو بالیدگي پہنچانے والے ہیں ' بہ نسبت ان تاثرات کے زیادہ ہو ' جو اسکي قوت کو گھٹانے والے ' اُسے کمزور و ناتواں بنانے والے ' اور اُسے موت کے طرف لیجانے والے ہوتے ہیں - اور یہ کہ جہاں تک اسکي سعي و انتخاب کو دخل ہے ' وہ ہمیشہ اول الذکر نوعیت کے مقابلہ میں آخر الذکر نوعیت کے تاثرات کو اختیار کرے -

احساس حظ و کرب

لیکن سوال یہ ہے کہ انسان کے پاس ان عوامل متضادہ میں امتیاز کرنے کا ذریعہ کیا ہے ؟ کیا شے ہے ' جسکي بنا پر وہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ فلاں اعمال اسکے بقاے حیات کے حق میں مفید ہونگے ' اور فلاں مضر ؟ اگر کہیے کہ تجربہ و آزمایش ' تو اس جواب کا نا کافي ہونا ظاہر ہے - اسلیے کہ قبل اسکے کہ انسان عوامل مہلکہ کے تجاربہ سے فایدہ اُٹھا کر آیندہ اُن سے محترز رہنے کے قابل ہو ' دوران تجربہ ہي میں اُسکا کام تمام ہو جایگا - اسلیے فطرت نے خود نفس انساني میں ایک ایسي قوت ودیعت کر رکھي ہے ' جسکے باعث وہ فی الفور مضر کو مفید سے ' اور زہر ہلاہل کو آب حیات سے تمیز کرسکتا ہے ' اور یہ وہ شے ہے جسے ہم حیات نفسي میں (احساس حظ و کرب) سے تعبیر کرتے ہیں -

مزید توضیح

یعنے جو اشیاء ہمیں خوش ذایقہ معلوم ہوتي ہیں ' جتني چیزیں خوشبودار ہوتي ہیں ' جن آوازوں کا سننا خوشگوار معلوم ہوتا ہے ' جن نظاروں کا دیکھنا مرغوب ہوتا ہے ' جن چیزوں کے مس کرنے میں لذت محسوس ہوتي ہے ' غرض کہ جو چیزیں کسي حیثیت سے بھي ہم میں لذت ' مسرت ' انبساط ' حظ کا احساس پیدا کرتي ہیں ' وہ علی العموم وہی ہوتي ہیں ' جو ہمارے قیام حیات کے حق میں مفید ہوتي ہیں - اسي طرح جو ماکولات و مشروبات ہمیں بد ذایقہ معلوم ہوتے ہیں ' جو آوازیں کرخت ہوتی ہیں ' جن چیزوں میں بو آتی ہے ' جن نظاروں سے آنکھہ میں خستگي یا خیرگي محسوس ہوتي ہے ' جن اجسام کو مس کرنا ناگوار گذرتا ہے ' غرض جن چیزوں سے ہم میں کسي حیثیت سے بھي ' درد ' کرب ' اذیت اور انقباض کا احساس پیدا ہوتا ہے ' وہ وہي چیزیں ہوتي ہیں ' جو صحت انساني کو نقصان پہنچانے والی اور انسان کے لیے مودي الی الفنا ہوتی ہیں - اور چونکہ یہ بھی انسان کی جبلت میں داخل ہے کہ وہ ہمیشہ اُنھیں افعال کو اختیار کرتا ہے ' جن سے اُسے حظ حاصل ہوتا ہے ' یا حصول حظ کی توقع رہتی ہے ' اسلیے فطرت نے ہم میں (احساس حظ و کرب) ودیعت کرکے ہمیں ایک ایسے قابل اعتماد و دلیل راہ کی سپردگی میں دیدیا ہے ' جو قدم قدم پر ہمیں مضرت کی راہ سے خبردار ' اور منفعت کی راہ کی طرف مستعد کرتا رہتا ہے ' اور جسکی رہبري میں ہم بے خوف و خطر ' نہایت کامیابی و کامرانی کے ساتھہ منازل حیات طے کرسکتے ہیں -

قانون توارث

لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ مختلف چیزوں کے احساسات ہمارے نفس میں ہمیشہ سے ازخود ایک معین وضع پر قایم ہیں ' بلکہ ان احساسات کا مبدء اصلي دراصل تجربہ ہے ' کورہ تجربہ ' تجربۂ افراد نہیں ' بلکہ تجربۂ متوارث ہے ' اور اس مسئلہ کا حل قانون توارث میں ملتا ہے -

قانون توارث کا منشا یہ ہے کہ خصایص جسماني کی طرح ' اسلاف کے خصایص ذہني بھي اخلاف میں وراثۃً منتقل ہوتے ہیں ' اور جن خصایص کو چند نسلیں ' علی الاتصال ' اختیار یا ترک کرتي رہتي ہیں ' وہ آگے چلکر نئی نسل کے افراد میں یا تو مستقل طور پر جڑ پکڑ جاتی ہیں ' یا اُن سے بالکل فنا ہوجاتی ہیں -

(۱) یہ دراصل ایک مستقل کتاب کا ایک ٹکڑا ہے ' جو جناب مراسلہ نگار غیر مکمل لکھہ رہے ہیں (الہــلال)

اس قانون کی روشنی میں مسئلۂ احساس کی تشریح یوں ہوسکتی ہے کہ جن چیزوں کو ہمارے اسلاف نے آج سے ہزاروں لاکھوں سال پیشتر اپنے لیے نقصان رساں پایا، اُن سے اجتناب کرنے لگے، اور انکی طرف سے انکے دل میں ایک ناخوشگوار کیفیت پیدا ہوگئی، جس پر بعد کی نسلیں بھی عملدر آمد کرتی رہیں - یہانتک کہ آج اُن اشیاء کا محض نظارہ یا تصور ہی ہمارے لیے موجب الم ہوتا ہے -

اسی طرح جن چیزوں کو انکے نفع کی بنا پر ہمارے اسلاف پشتہا پشت سے اختیار کرتے رہے ہیں، انکی پسندیدگی ہمارے نظام عصبی میں ایسے گہرے طور پر منتقش ہوگئی ہے، کہ ہمیں انکے نظارہ یا تصور ہی میں ایک لطف و انبساط محسوس ہوتاہے -

نظریۂ بالا کی تائید ہماری روزانہ زندگی میں اکثر حسیات سے ہوتی رہتی ہے - اتنی بات ہر شخص اپنے ذاتی تجربہ سے کہہ سکتا ہے کہ زیادہ بد ذایقہ و بودار چیزوں سے استفراغ ہوجاتا ہے، لیکن برخلاف اسکے جو غذا جتنی زیادہ رغبت سے کھائی جاتی ہے، اتنی ہی زیادہ جزو بدن ہوتی ہے - خوشگوار و تازگی بخش مناظر بصارت کو قوت دیتے ہیں، بخلاف اسکے تیز و ناگوار روشنی بینائی کو صدمہ پہنچاتی ہے - اسی طرح تازہ ہوا میں سانس لینا، بھوک کے وقت کھانا کھانا، نیند بھر سونا، ایک حد مناسب تک وررش کرنا، جہاں ایک طرف انسان کے لیے بیحد مفید، بلکہ اسکے قیام حیات کے لیے ناگزیر ہیں، وہاں دوسری طرف کس درجہ خوشگوار و باعث تفریح بھی ہیں؟ غرض کرب و مضرت، اور حظ و منفعت کا تلازم، اکثر چیزوں میں ہر شخص کو نظر آتا ہے -

تاہم بعض مثالیں ایسی بھی ہر شخص کے پیش نظر ہیں جو بظاہر اس کلیہ کے منافی معلوم ہوتی ہیں - کونین کے فوائد محتاج بیان نہیں، لیکن کیا اس سے زیادہ تلخ اور بد ذائقہ کوئی دوسری دوا ہے؟ عمل زوجیت بقاے نسل کے لیے لازمی ہے، لیکن کیا اسکے بعد ضعف و کسل لاحق نہیں ہوتا؟ کسی اعلی مقصد کے لیے اپنے تئیں خطرہ میں ڈالدینا بداہۃً حفظ نفس کے منافی ہے، مگر ایک شہید تخیل (آئیڈیل) کو، ایک ہیرو کو، اسی جانسپاری میں لطف آتا ہے -

نفع و ضرر

یہ، اور اسی قسم کی دوسری مثالیں بے شبہ نہایت صحیح ہیں، لیکن نظریۂ بالا کے معارض نہیں - اصل یہ ہے کہ ہر انسان پر تین مختلف نقطۂ ہاے خیال سے نظر کی جا سکتی ہے:

ایک اس حیثیت سے، کہ وہ مستقلا ایک علحدہ وجود ذاتی رکھتا ہے -

دوسرے اس اعتبار سے، کہ وہ مجموعۂ انسانیت کا ایک جزو، اور بحر انسانیت کا ایک قطرہ ہے -

تیسرے اس لحاظ سے، کہ اس میں توالد و تناسل کے ذریعے اپنے ہی ہم جنس دوسری مخلوقات کو پردۂ عدم سے میدان شہود میں لانے کی قابلیت موجود ہے -

اس بنا پر ان حسیات ثلاثہ کی مطابقت میں انسانی نفع و ضرر پر بھی تین مختلف حسیات سے نگاہ ڈالی جا سکتی ہے:

(۱) نفع و ضرر، افراد کے لیے -
(۲) " ہیئۃ اجتماعیہ کے لیے -
(۳) " نسل کے لیے -

ان منافع و مضرات سہ گانہ کے درمیان تخالف و تناقض پایا جانا، نہ صرف ممکن ہے، بلکہ کثیر الوقوع ہے - یعنی ایسا اکثر واقع ہوتا ہے کہ ایک فعل اپنے فاعل کے لیے سخت مضرت رساں ہے، مگر بقاے نسل کے لیے اسکا ارتکاب لازمی ہے - یا ایک فعل، افراد کے لیے بجاے خود، مضر ہے، لیکن ہیئۃ اجتماعیہ کے قیام کے لیے ناگزیر ہے -

انفرادی و اجتماعی نفع و ضرر

ساتھہ ہی، فطرت انسانی کا یہ قانون بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ثبات عقل اور صحت نفس کی حالت میں، علی العموم انفرادی منافع و مضار، ہمیشہ اجتماعی اور نسلی منافع و مضار کے تابع و مغلوب رہتے ہیں - اس قسم کے متناقض الاثر افعال کے ارتکاب کے وقت انسان انبساط و انقباض، دونوں کی کیفیات تقریباً ساتھہ ہی ساتھہ محسوس کرتا ہے - اسکی ایک بہتر مثال فعل وظیفۂ زوجیت ہے -

چونکہ ایک طرف نسلی حیثیت سے یہ نہایت مفید، بلکہ لازمی ہے، اسلیے اُسکے عمل میں انسان ایک خاص لذت محسوس کرتا ہے، مگر چونکہ دوسری طرف یہ انفرادی طور پر انسان کے لیے مضر و مضعف بھی ہے، یعنی اس میں سے ایک کافی ذخیرۂ قوت کو خارج کر دیتا ہے، اسلیے معاً انسان کو کسل اور تکان کا ناخوشگوار احساس بھی ہوتا ہے، مگر جیسا ہم ابھی کہہ چکے ہیں، چونکہ انفرادی منافع، نسلی منافع کے سامنے مغلوب رہتے ہیں، اسلیے ضعف و کسل کے اندیشہ سے انسان اس فعل کے ارتکاب سے باز نہیں رہ سکتا -

یا مثلاً جب والدین، اپنا پیٹ کاٹ کر اور خود فاقہ کر کے اپنی اولاد کو غذا پہنچاتے ہیں، تو اس حالت میں وہ تکلیف و راحت سے تقریباً ساتھہ ساتھہ متحسس ہوتے ہیں - تکلیف اس لیے کہ فاقہ کشی کرکے، وہ اپنی ذات کو ہلاکت کی طرف لے جانے میں معین ہوتے - ہیں، اور راحت اس بنا پر، کہ اس فعل سے بقاے نوع کا سامان کرتے ہیں -

یہی تماشا حیوانات میں بھی نظر آتا ہے: بعض نہایت بزدل جانوروں (مثلاً مرغیوں) کو دیکھا ہوگا کہ دشمن کی مدافعت کے وقت اپنے بچوں کو الگ ہٹا کر خود اس سے مقابلہ کرنے پر تل جاتے ہیں - ظاہر ہے کہ یہ فعل کسقدر منجر بہ ہلاکت ہوتا ہے؟ اور اسلیے اُنہیں اس سے نہایت سخت اذیت ہوتی ہے، تاہم اپنی نسل کی حفاظت میں انہیں بجاے خود ایک لذت و راحت محسوس ہوتی ہے، جو انکے ذاتی خطرۂ و اذیت کے حق میں نعم البدل کا کام دیتی ہے -

انفرادی اور اجتماعی منافع کا تصادم

ایسی ہی کیفیت سے انسان کو اُن مواقع پر بھی دو چار ہونا پڑتا ہے، جہاں منافع انفرادی و منافع اجتماعی کے درمیان آکر تضاد پڑجاتا ہے - حب قوم، حب ملت، او ر حب وطن میں افراد سخت سے سخت صعوبت برداشت کرتے، بلکہ اپنی جان تک دیدیتے ہیں - یہاں یہ نہیں ہوتا کہ انسان کو تکلیف محسوس ہی نہ ہوتی ہو، بلکہ یہ کہ جو کچھہ ہوتا ہے، اُسکی حقیقت یہ ہے کہ نفع اجتماعی کا احساس لذت (جسے وہ " اداے فرض " " احقاق حق " وغیرہ دلخوش کن القاب سے تعبیر کرتا ہے) انسان کی نفع ذاتی کے حس لذت پر غالب آجاتا ہے -

ایک ہی فعل میں اجتماع نفع و ضرر

علاوہ بریں، محض انفرادی حیثیت سے بھی بعض افعال اپنے اندر مضرت و منفعت، دونوں کے کافی مدارج موجود رکھتے ہیں،

اور اسی بنا پر ' اُن افعال سے ایک فوری اذیت ' لیکن اسکے بعد ایک دیر پا لذت محسوس هوتی هے - مثلاً فرض کرو که کسی شخص کا ایک دانت هلنے لگا هے ' اور ڈاکٹر کو اسے مجبوراً اُکھاڑنا پڑا هے - غور کرو که ایسی حالت میں اس شخص کی مضرت و منفعت ' دونوں کے سامان ایک هي فعل کے ذریعه انجام پا رهے هیں - فرق یه هے که مضرت هنگامي هے ' اور منفعت مستقل : یعنے ایک طرف تو اسکا ایک عزیز عضو ' ایک جزو جسم ' اس سے علحده کیا جا رها هے - اور دوسري طرف اسکي ایک اذیت ' ایک تکلیف کا بهی ازاله کیا جا رها هے ' پس ضرور هے که اسے اول الذکر نقطۂ خیال سے تکلیف ' اور آخر الذکر حیثیت سے راحت محسوس هو - چنانچه دانت اُکھاڑتے (اور اسی نوعیت کے تمام اعمال جراحي کے) وقت ' ایک هنگامي تکلیف ' مگر اسکے بعد ایک مستقل راحت سے لذت یاب هونا ' اسي تناقض عملی اور تناقض اثري کا نتیجه هے -

الام و لذات محض اضافي هیں

همارے آلام و لـذات ' جیسا که هر شخص کو نظر آتا هے ' دنیا کی تمام اشیاء کي طرح اضافي و اعتباري هوتے هیں : ایک شے ایک شخص کے لیے موجب راحت هے ' مگر دوسرے کے لیے باعث کلفت - یا خود اسي شخص کے لیے ایک هي شے مختلف حالات و واقعات کے درمیان ' مختلف احساسات رکهتي هے -

اس تغیر احساسات کی وجه صاف ظاهر هے ' یعني وهي افراد کی جلب مضرت و منفعت کي قابلیت - اور چونـکه اس استعداد ' اس قابلیت میں هر وقت تغیر هوا کرتا هے ' اسلیے (حظ و کرب) کے احساسات میں تغیر هوتے رهنا بهی لازمی هے - وهي غذا جو بهوک کے وقت نهایت خوشگوار معلوم هوتي تهی ' شکم سیري کي حالت میں همارے لیے کوئی رغبت نهیں رکهتي - اِس کا سبب صرف یه هے که پهلي صورت میں وه ممد حیات تهی ' اور اب برخلاف اسکے مضرت بخش هوگئی هے -

ایک اعتراض

رهي یه بات که بعض دوائیں هیں ' (مثلاً کونین) جو مفید هونے کے ساتهه هي سخت بد ذایقه بهي هوتی هیں ' تو اسکا جواب یه هے ' که اُنکا بد ذایقه هونا ' نظریۂ بالا کے عین مطابق هے ' اسلیے که وه فی نفسه نهایت مضر صحت هوتي هیں ' اور همیں اُن سے شفا جو حاصل هوتی هے ' تو صرف اس لیے که وه اپنے سمی اجزا سے ' امراض کے پیدا کرده زهر کا توڑ کر دیتي هیں ' اور اس طرح گو آخر کار انسان کو شفا حاصل هو جاتی هے ' لیکن اس سے اُن ادویه کی فطرۃ سم آلوده بدل نهیں سکتی -

خـــلاصۂ بحـــث

صفحات بالا میں نظریۂ احساس کي جو تشریح دی گئی ' اسکا خلاصه یه نکلا که افاده و انبساط ' اور مضرت و انقباض مرادف الفاظ هیں - لیکن " افاده " و " مضرت " میں پهر بهي ابهام هے - علم وظائف الاعضا کي مدد سے یه پرده بهي اُٹهه جاتا هے ' اور صاف معلوم هو جاتا هے که افراد کا افاده و نقصان دراصل نام هے علی الترتیب انکے اعصاب جسم کے معتدل و واجب ' اور غیر معتدل و ناواجب عمل کا -

پس اب نظریۂ بالا کو ان الفاظ میں کهه سکتے هیں :

" اعصاب جسوقت تـک ایک حد معین اور طرز مناسب کے ساتهه کام کرتے هیں ' حیات انساني کو تقویت ' اور اسلیے نفس کو انبساط حاصل هوتا هے - اور جب انکی فعلیت میں خواه کیفي خواه کمی حیثیت سے اختلال هوا ' حیات انساني میں بهي انحطاط ' اور اسلیے نفس میں بهي انقباض پیدا هو جاتا هے "

چنانچه بعض اکابر علماء نفس نے اسي کلیه کو اختیار کیا هے - ورزش بالکل نه کرنا ' یا غیر معتدل طور پر کرنا ' دونوں صورتوں میں ایک ناخوشگوار اور انقباضي کیفیت کا احساس هوتا هے ' بر خلاف اسکے معتدل ورزش کرنے سے طبیعت کو فرحت حاصل هوتي هے - ایک موسیقي داں کي خوش الحانی تهوڑي دیر تـک لطف دیتي هے ' لیکن اگر دیر تـک رهے تو گراں گزرنے لگتي هے - احباب کا لطف صحبت تهوڑي دیر کے لیے هوتا هے ' لیکن اسکے بعد طبیعت اُکتا جاتي هے - ریل اگر اپني معمولی رفتار سے چل رهی هو ' تو هم خوشی کے ساتهه دریچوں سے باهر جهانکتے هیں ' لیکن اگر وهي فاصله ایک نهایت سست رفتار بیل گاڑي ' یا نهایت سریع السیر برقي معین کے ذریعے طے کرنا پڑے ' تو دونوں صورتیں همیں ناگوار هونگي - اسلیے که پهلي صورت میں اعصاب بصري کے سامنے ایک هی منظر ' حد سے زیاده دیر تـک رهیگا ' جس سے انسان اُکتا جایگا ' اور دوسري صورت میں تمام اشیا ' اس سرعت کے ساتهه آنـکهه کے سامنے یـکے بعد دیگرے آتي جاینگي ' که کسي شے پر نظر نه جم سکیگی ' اور انسان پریشان هو جایگا -

هوا جبتـک سبک و لطیف هے ' خوشگوار معلوم هوتی هے ' مگر وهي هوا تند هوکر ' آندهي کی شکل میں کسقدر تـکلیف ده هو جاتی هے ؟ روشنی ' جسوقت تـک هلکی هے ' لطف دیتی هے ' لیکن تیز هوکر وهی روشنی تڑپ کهلاتی هے ' اور آنـکهوں میں خیرگی پیدا کردیتی هے - آواز میں دلکشی و ترنم اسی وقت تـک هے ' جبتک وه ایک حد خاص سے بلند نهیں هونے پاتی ' لیکن تیز هوتے هي ایک تـکلیف ده شور وغوغا کی صورت اختیار کرکے ' کان کو کسقدر ناگوار معلوم هونے لـگتی هے ؟

یه تمام تمثیلات شواهد هیں اس دعوے کے ' که ایک هی شے ' جبتـک که اعصاب کو ایک حد معین و طرز خاص تـک متاثر کرتی رهتی هے ' خوشگوار و انبساط بخش رهتی هے ' اور جب اپنے حدود سے متجاوز هوکر اعـصاب کو متـا ثـر کرنے لـگتی هے تو ناگوار اور باعث انقباض هو جاتی هے -

ایک ضروري نکته

احساس کی بحث میں یه نکته غالباً سب سے زیاده اهم هے که قوت ارادي اپنی فعلیت میں سر تا سر احساسات کے تابع اور محکوم هوتي هے - یعنی انسان ' اپنے قصد و اراده سے اُنهی افعال کو اختیار کرتا هے ' جن سے اُسے براه راست انبساط حاصل هوتا هے ' یا حصول انبساط کی توقع رهتی هے (۱) اور جن افعال سے اجتناب کرتا هے ' وه وهي هیں ' جو اسکے لیے موجب انقباض هوتے هیں - یه فطرت انسانی کا ایک عالمگیر قانون هے - اس سے انسان کا کوئی فعل ارادي مستثنی نهیں - رند و اوباش ' عالم و فاضل ' زاهد و صوفی ' سب اس حیثیت سے مساوي هیں - فرق صرف یه هے که کسی کو جام و مینا میں حظ و لطف آتا هے ' کسی کو مطالعۂ کتب و انهماک علمی میں ' اور پهر کسی کو حور و قصور کے تصور میں - بڑا سے بڑا مرتاض زاهد ' جس نے جسم کو هر طرح کی اذیت و تکلیف کا خوگر بنا رکها هے ' اور بڑا سے بڑا مشقت پسند عالم ' جو اشتغال کتب بینی و استهلاک غور و فکر سے بالکل نحیف و زار هو گیا هے ' دلوں کو اگر ٹٹولو ' تو معلوم هوگا که ان سب لوگوں کو انهی مشاغل و ریاضات میں حظ حاصل هوتا هے ' اور ویسا هی حظ ' جیسا که عام افراد کو پر تـکلف لباس اور لذیذ ماکولات و مشروبات میں

(لها بقیة)

مقالات

وثايق و حقايق

نتائج و عبر

قال موسى لقومه : استعينوا بالله و اصبروا ' ان الارض لله ' يورثها من يشاء من عباده ' و العاقبة للمتقين - قالوا : اوذينا من قبل ان تاتينا و من بعد ما جئتنا ' قال : عسى ان يهلك عدوكم و يستخلفكم في الارض فينظر كيف تعملون { ۱۱۴ : ۷ }

موسى نے اپني قوم سے کہا : " الله سے مدد مانگو اور صبر کیے رهو' ملک تو سب الله هي کا هے ' اپنے بندوں میں سے جس کو چاهتا هے اُس کا وارث بنا دیتا هے ' اور حسن انجام پرهیزگاروں هی کے لیے هے " وہ لگے کہنے کہ " تمهارے آنے سے پہلے اور تمهارے آنے کے بعد بهی هم تو اذیت هی اٹهاتے رهے " موسى نے کہا " اب وہ وقت قریب آ رها هے کہ تمهارا پروردگار تمهارے دشمن کو هلاک کردے ' اور تم کو اُنکا قائم مقام بنا دے ' پهر دیکهے کہ تم کیسے کام کرتے هو " -

دنیا میں همیشه ناکامیوں نے کامیابي کي بنیادیں محکم کي هیں - جسقدر بندشیں بڑهتي گئیں ' جتنا استبداد زیادہ هوا ' جیسے جیسے مظالم ترقي کرتے گئے' اُسي تناسب سے حوصله بهی بڑهتا گیا ' اور همت نے بهي پر پرواز نکالے - شیر کو چوٹ لگتي هے ' زخم کهاتا هے' مجروح هو جاتا هے' مگر درمانده هوکر همت نہیں هار دیتا - جوش انتقام میں دوڑتا پهرتا هے' اور جب تک اپني ابتدائي ناکامي کو انتهائي کامیابي کي صورت میں تبدیل نہیں کر لیتا ' خاموش نہیں هوتا -

غاز (گیس) کو شیشے میں بند کردیتے هیں' دباتے هیں' مگر وہ دباؤ کو نہیں مانتي اور پهوٹ بهتي هے - درخت کی شاخیں قلم کرتے هیں' کاٹتے هیں' بے برگ و بار کر دیتے هیں' لیکن بهار آتے هي اُس میں آور نمو هوتا هے' پهلتا هے' پهولتا هے' هرا بهرا هو جاتا هے !!

سمندر کو مطیع بنانے کي کیا کیا کوششیں کیجاتي هیں ؟ اُس کي پشت پر جهاز چلاتے هیں' چڑهتے هیں' سینه چیر ڈالتے هیں' بحري تار کا جال بچها کر اُسکے قلب میں شگاف کر دیتے هیں' لیکن وہ خبر بهي نہیں هوتا - آخر جب شدائد بہت بڑهتے هیں' نا قابل برداشت هو جاتے هیں' تو وہ دفعة کروٹ لیتا هے' هیجان میں آتا هے ' اور " نعوذ بالله من غضب الحلیم " کا ایک معمولی طوفان ' ساري بندشوں کي دهجیاں بکهیر دیتا هے !!

یهی حال قوموں کے هبوط و صعود ' ترقی و تنزل' حرکت و سکون' اور موت و حیات کا بهی هے - قومیں گرتي هیں' اس لیے کہ اُبهریں - سوتی هیں' اس لیے کہ پهر جاگیں - پیچهے هٹتی هیں ' اس لیے کہ آگے بڑهیں -

مصائب کے تنوع نے بے شبهه هماري موجودہ حالت خراب کر رکهی هے ' خسته کر رکهي هے ' مگر جراحت کو نا قابل اندمال کیوں فرض کیے لیتے هو ؟ دنیا تو اسی کا نام هے کہ مصائب و مشکلات پیش آئیں' زندگي تلخ هوجائے ' اذیتوں کا طوفان اُمنڈ پڑے ' اس تلاطم میں انسان هر ایک زحمت کے مقابله کو اٹهه کهڑا هو' اُس کی کوششیں بار بار ناکام ثابت هوں' قدم قدم پر ٹهوکریں لگیں' چلے اور گر گر پڑے ' لیکن پهر سنبهلے اور سب کچهه سنبهال لے -

یعقوب بن لیث ایک ٹهٹهیرا تها - اُس نے جب دکان بڑهائی هے' اور دوستوں سے حصول عظمت و عزت کے تذکرے کیے هیں ' تو لوگ اُس کے باتوں پر هنستے تهے :

نه بوریا بهي میسر هوا بچهانے کو
همیشه خراب هي دیکها کیے چهپر کهٹ کا

وہ اس طعن و تشنیع کا چند مختصر لفظوں میں جواب دے دیا کرتا تها :

" میرے پاس مال نہیں هے ' دولت نہیں هے ' اعوان و انصار نہیں هیں ' ملک گیري و ملک راني میں سابقهٔ معرفت حاصل نہیں ' مگر کیا میرے پاس وہ دل بهی نہیں هے جس نے ایک خراسانی کافر کو (ابو مسلم) بنا دیا تها ؟ "

دمشق کا جب تخت اُلٹا ' اور بنی امیه کے جاہ و جلال نے آل عباس کیلیے جگه خالی کی ' تو اس انقلاب کا علم بردار (ابومسلم) نامی ایک نو مسلم خراساني تها - یعقوب بن لیث کا اشارہ اسی طرف تها کہ اگر ایک نو مسلم ایک عظیم الشان حکومت کو خاک میں ملاسکتا هے ' اور ایک نئی حکومت کي بنیاد رکهه سکتا هے' تو پهر هر انسان کیلیے جو همت و عزم رکهتا هو' یه کیوں نا ممکن هے ؟

یه عزم راسخ ' یه همت بلند ' یه جلالت آفریں حوصلے' ایک ایسے شخص کے تهے' جس کے حصے میں دنیا اور اُس کی نعمتوں سے کوئی نمایش و نموداري کی بات نہیں آئی تهی ' مگر یه حساس دل تها ' یه الله اکبر کی صدائیں تهیں ' یه " لیستخلفنهم فی الارض (قابلیت و صلاحیت رکهنے والے ایمانداروں کو زمین پر خدا اپنا جانشین بنائیگا) کے وعدے پر یقین رکهنے والے جذبات تهے ' که اُن کی برکت سے بالاخر ایک مجہول و بے حیثیت ٹهٹهیرا ایران کا بادشاہ هو گیا ' اور خلیفهٔ روے زمین کی عظمت اور سپاہ و سلطنت بهي اُس کا کچهه بگاڑ نه سکی - تاریخ ایران یعقوب بن لیث کي داستان عظمت و جلال آجتک سنا رهي هے ! !

ذلك بان الله مولى الذين امنوا' و ان الكافرين لا مولى لهم (۱۰ : ۴۷)

یه اس لیے هوا کہ حقیقت میں ایمانداروں کا مالک اور کارساز خدا هے ' اور جو خدا کي قدرت کے منکر هیں' اُن کا کوئی بهي مالک اور کارساز نہیں -

آجکل کا سنهٔ ۱۹۱۳ ع ' سنه ۲۳ ۲۱ ع ' کے اندلس سے گیا گزرا نہیں هے' جہاں مسلمانوں کی حکومت کا خاتمه هوچلا تها ' مسجدوں میں

شراب پرتگالی کے دور چلتے تھے' تماشا گاہوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام کی تمثیل (اہانت) ہوتی تھی۔ الفانسو ہفتم کے ملک ہی سے نہیں' آزادی و عزت سے بھی مسلمانوں کو بے دخل کر رکھا تھا - اس معشر آفات میں پرانے مذاق اور پرانے خیال کا ایک فقیر منش مولوی اٹھتا ہے' جس کے پاس بجز ایمان اور عمل صالح کے اور کوئی ساز و سامان نہیں ہوتا - یہ شخص (محمد بن عبد اللہ) مشرق سے روشنی لیکر مغرب میں اکیلا آتا ہے' اور اکیلے ایک خدا کی جانب بندوں کو بلاتا ہے' اور اتباع قرآن و احیاء سنت رسول کی دعوت دیتا ہے - اس دعوت میں صرف اس کا ایک شاگرد (عبد المومن) ساتھ ہے' لیکن صداقت کو بہت سے ساتھیوں کی ضرورت نہیں پڑا کرتی - اس کی تنہا کوششیں حکومت میں انقلاب پیدا کردیتی ہیں' اور سنہ ۱۱۴۷ - سے سنہ ۱۱۹۷ - تک کی قلیل مدت میں' اندلس کی تثلیث پر دو بارہ توحید غالب آکر زمین کو آسمان کے اس مقدس پیغام کا مفہوم سمجھا دیتی ہے :

فانتقمنا من الذین اجرموا	جن لوگوں نے جرم کیے تھے ہم نے
و کان حــقا علینـــا نصـــر	ان سے انتقام لیا' اور ہم پر حق تھا
المــومنین (۳۰ : ۴۰)	کہ ایمان داروں کی مدد کریں -

یہ انتقام و نصرت کچھہ اسی زمانہ سے مخصوص نہیں' اور نہ قدرت کاملہ کے وعد و وعید میں کسی عہد کی تخصیص ہوا کرتی ہے - ایمان کی خصوصیت اگر اب بھی ہمارے افعال سے نمایاں ہو' اور قانون الہی کی اس دفعہ پر اگر اسوقت بھی ہمیں سچا ایمان حاصل ہو جاے کہ " ان العزۃ للہ' و لرسولہ' و للمومنین جمیعاً " (عزت صرف اللہ کے لیے' اس کے رسول کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے ہے) اور ہم اپنی اس کھوئی ہوئی عزت اسلامی کو واپس لانے کے لیے با اصول کوششیں کرنے لگیں' تو اس حالت میں خدا پر بھی حق ہے کہ ہماری مدد کرے' اور جو لوگ فناے حق و عدل کے مجرم ہیں ان سے انتقام لے' اور پھر یہی صداقت الہی ہے' جو (من انصاری الی اللہ) کی صداے دعوت میں اپنے ڈھونڈھنے والوں کو ڈھونڈ رہی ہے' لیکن افسوس کہ " قلیلاً ما تذکرون " ایسے بہت کم ہیں' جنکے پاس عبرت آشنا دل ہوں !

فتنۂ تاتار (جس نے ساتویں صدی میں تمام عالم اسلامی کو زیر و زبر کر دیا) اسکا پہلا سر مشق جلال الدین خوارزم شاہ تھا - اس کا یہ عالم تھا کہ ہولاکو خاں کی حملہ آور فوج پیچھے پیچھے اور غفلت و مے گساری و مخموریت آگے آگے رہتی تھی - آج کسی شہر میں مقابلہ ہوا' تاتاریوں نے خوارزم شاہیوں کو پسپا کردیا' پادشاہ ساز و سامان چھوڑ کر بھاگ نکلا' رات کو بڑی مشکلوں سے کسی مامن میں پناہ لی' لیکن پھر شراب و شاہد اور رود و سرود کا مشغلہ شروع ہوگیا - دوسرے دن تاتاری یہاں بھی آ پہونچے' اور خوارزم شاہ بھاگ کر کسی دوسری جگہہ پناہ گزیں ہوا - پھر رہی دور چل نکلا' اور رات بھر جام و مینا کی صحبت عیش میں بسر ہوئی - یہی تباہ کاریاں تھیں' جن سے متاثر ہوکر پادشاہ کے خاص شاعر قسک کا دل بھر آیا تھا اور اس نے لکھا تھا کہ :

شاہا زمئی گران چہ بر خواہد خاست
و ز مستی ہر زمان چہ بر خواہد خاست
شہ مست' جہاں خراب' دشمن پس و پیش'
پیدا ست کزین میان چہ برخواہد خاست

پادشاہ اس پر بھی متاثر نہوا' اور آخر اپنی سلطنت ہی نہیں' بلکہ دنیاے اسلام کی ساری عظمت و عزت بھی کھو بیٹھا -

حالت کو دیکھیے' کیا ہماری غفلت و بے حسی اس عہد کی سرمستی سے بڑھی چڑھی نہیں ہے ؟

ہندوستان میں ہیں تو ہندوستان سے باہر نہ جائیے - یہیں کا ماضی و حال سلف و خلف کے موازنے کیلیے کافی ہے - ایک عہد تو وہ تھا کہ (خان دوران) کو عین معرکۂ جنگ میں نماز پڑھتے ہوے گولی لگتی ہے' وہ شہید ہو جاتا ہے' سپاہی بد دل ہو جاتے ہیں' لشکر میں تفرقہ پڑ جاتا ہے' اسی عالم میں معین الملک (میر منو) اٹھتا ہے' مرحوم سپہ سالار کی لاش کو آگے رکھہ لیتا ہے' اور اس شدت سے حملہ کرتا ہے کہ احمد شاہ ابدالی جیسے نبرد آزما کو " دست ستیز " پر " پاے گریز " کو ترجیح دینی پڑتی ہے - دشمنوں سے میدان خالی ہوجاتا ہے' اور وہی فوج جو ایک گھنٹہ قبل سراسیمہ ہوکر بھاگنے پر تلی بیٹھی تھی' اپنے احساس کے بیدار ہوتے ہی حریفوں کو بھگا کر دم لیتی ہے -

اب اسی قوم کی یہ حالت ہے کہ مدنیۃ فرنگ اس پر یکسر مسلط ہو چکی ہے' دین و دولت لے چکی ہے' علم و فضل لے چکی ہے' تہذیب و تمدن لے چکی ہے' اس کے تمام مواد حیات کو فنا کرچکی ہے' اور اب اس کے بقیہ انفاس حیات کو نیست و نابود کردینے پر آمادہ ہے - مذہب کی لاش آگے پڑی ہوئی ہے' اور وہ اسے چھوڑ کر پیچھے بھاگے جا رہے ہیں -

واضیعۃ الناس والدین الحنیف وما
تلقاہ من حادثات الدھـر اجواد
ھتـک و قتل و احداث یشیب بھا
راس الولیـــد و تعذیب واصفـــاد

ہاے' یہ لوگوں کی تباہ کاری' یہ مذہب مقدس کا ضائع ہونا' یہ حوادث زمانہ سے شرفا کا ابتلا میں گرفتار ہو جانا !!

عصمت کی پردہ دری ہو رہی ہے' جذبات کا قتل عام ہے' حوادث ایسے پیش آ رہے ہیں کہ بچوں کے بال سفید ہو جائیں' طرح طرح کے عذاب ہیں اور گرفتاریاں وقوع میں آ رہی ہیں !!

وقت آگیا ہے کہ ان حالات پر ہم غور کریں' ان معاملات کو پیش نظر رکھیں' ان مقدمات و نتائج سے اثر پذیر ہوں' اور اس دیرینہ روش کو' جو فرسودہ ہو چکی ہے' جو ہمیشہ بے سود ثابت ہوا کی ہے' جس نے قوم کو ولولۂ حیات سے محروم کر رکھا ہے' ترک کرکے اس نئی وادی میں قدم رکھیں' جس کا خدا نے ہم سے وعدہ کیا ہے' اور پھر اس پیغام آسمانی کو یاد رکھیں جو خدا نے مقدس کوہ سینا پر موسی (علیہ السلام) کی زبانی بنی اسرائیل کو دیا تھا :

" دیکھو ! میں آج کے دن تمہارے آگے برکت' و لعنت دونوں کو رکھے دیتا ہوں - برکت' جب کہ تم اپنے خدا کے احکام کو' جن کا میں آج تم کو حکم دیتا ہوں' مانو - اور لعنت' جب کہ تم اپنے خدا کی فرماں برداری نہ کرو' اور اس راہ سے پھرکے' جس کی بابت میں آج تم کو حکم دیتا ہوں' پرائے معبودوں کی' جنھیں تم نے نہیں جانا' پیروی کرو "

" جب تیرا خدا تجھہ کو اس سر زمین میں جہاں تو جاتا ہے کہ اس کا وارث بنے' داخل کریگا تو اس برکت کو تو جرسم کی پہاڑی پر سے' اور اس لعنت کو جبل ایبال پر سے سنا لیگا .... تم اردن پار جاتے ہو کہ اس سر زمین کے' جو تمہارا خدا تمہیں دیتا ہے' وارث ہو - تم اس کے وارث ہوگے اور اس میں بسوگے' لہذا تم ان تمام حقوق و احکام کی محافظت کرو' جنھیں میں آج تمہارے سامنے رکھتا ہوں' اور ان پر عمل (استثنا - ۱۱ : ۲۶ - ۳۲)

پچھلی مئی میں واشنگٹن کے ایک مدرسہ ثانویہ (سکینڈری اسکول) میں طلبہ کا امتحان تھا - جوابات کیلیے ایک یہ شرط بھی لگائی گئی تھی کہ جواب اپنی کاپیوں پر خاتمۂ مسائل کے بعد جہاں نام لکھے جاتے ہیں، وہاں ہر ایک متعلم یہ بھی لکھے کہ تکمیل تعلیم کے بعد وہ کیا کرنا چاہتا ہے ؟ طلبہ کا شمار ڈھائی سو تھا - ان میں بجز دس لڑکوں کے ' جنھوں نے تعلیم کے ذریعہ قوم کو فائدہ پہونچانے کے لیے سررشتۂ تعلیم کی ملازمت پسند کی تھی' اور سب نے آزاد کاروباری زندگی کی جانب رغبت ظاہر کی - اور سرکاری ملازمت کو پسند کرنے والا کوئی نہ نکلا - طلبا میں ایک غریب گھرانے کی نوخیز لڑکی بھی تھی - اُس نے اپنے نام کے ساتھ لکھا تھا : " میں امریکہ کی پریسیڈنٹ (رئیس الجمہور) بننا چاہتی ہوں " غریب لڑکی کو معلوم تھا کہ اُس کی حالت خستہ ہے ' خراب ہے ' بے بس ہے ' بے کس ہے' عورتوں کو رئیس الجمہور بننے کا حق بھی حاصل نہیں ' لیکن حقیقی معیار تعلیم نے اُس کے خیالات بلند کر رکھے تھے' اور اُس کو یقین تھا کہ مدعاے تعلیم یہی ہے کہ گرنے ہوے دل و دماغ ہمیشہ گرے ہی نہ رہیں بلکہ اُن کو اُبھرنے اور عزت کی سب سے اونچی سطح تک پہونچنے کا موقع مل سکے -

تعلیمی روشنی کا نقطۂ شعاعی (فوکس) ایک طرف تو یہ ہے' اور دوسری جانب یہ ہے کہ پڑھو' پڑھ کر گریجویٹ بنو' لیکن صرف اسلیے کہ تمہارے لیے چاکری کی کوئی سبیل نکل سکے - تم اپنی ساری زندگی اسی غلامی میں بسر کردو' اور اسی کو حاصل ایام سمجھو :

ما ہمہ بندہ و این قوم خداوندانند !!

فاعتبـــروا یـــا اولـــی الابصـــار !!

کچھہ اوپر سو برس ہوے ' ہندوستان میں انگریزی حکومت آئی ' اور جدید علم و فن کو اپنے ساتھہ لائی - اسکول بنائے ' کالج قائم کیے' تربیت گاہ (ہوسٹل) و اقامت گاہ (بورڈنگ ہاؤس) کی بنیاد ڈالی ' وظیفے دیے ' ملازمتوں کا دروازہ کھولا ' سررشتۂ تعلیم کی رسی درازکی - یہ سب کچھہ ہوا ' لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ تعلیم کا نظام اور اُس کا طرز و طریق ہی ایسا ناقص تھا کہ تعلیم یافتہ گروہ نہ ذہنیات ہی میں ترقی کرسکا' نہ دماغ ہی آراستہ ہوے ' نہ عملی طریق پر ملک کی ثروت بڑھانے کی ضرورت محسوس ہوئی ' اور نہ ایجاد و اختراع ہی کی جانب توجہ پیدا ہوئی - اس تمام تعلیمی تگ و دو اور غوغاے علم کا نتیجہ صرف اسی قدر نکلا کہ سرکاری دفتروں میں محرری و نظامت کے لیے کم معاوضہ پر فرنگی کارکن نہیں مل سکتے تھے ' ہندوستانیوں کو انگریزی میں بہرہ نہ تھا ' انگریزی افسر ہندوستانی محرروں کے حاجتمند بھی تھے' اور اُن کے ہاتھوں زحمت بھی اُٹھاتے تھے - پس سرکاری یونیورسٹیوں نے یہ زحمت رفع کردی - کلرکی کے لیے اس تعلیمی ترقی کے دور میں ہر قسم کے ہندوستانی گریجویٹ ملنے لگے ' جن کی زندگی کا ماحصل یہی ہوتا ہے کہ کمالیں ' کھالیں ' اور گورنمنٹ کی غلامی میں عمریں گذاردیں !!

خلاص حافظ ازان زلف تابدار مباد

یہ حالت تو ہندوستان کی ہے' جہاں ایک نہیں پانچ سرکاری یونیورسٹیاں پہلے سے موجود ہیں ' اب ایک اور نئی یونی ورسٹی ڈھاکے میں قایم ہونے والی ہے ' اور پچھلے دنوں سر جارج کلارک گورنر بمبئی نے احمد آباد گجرات میں بھی ایک سرکاری یونی ورسٹی قائم کرنے کی راے دی تھی - اسکے مقابلے میں ارض شام کی حالت دیکھیے' جہاں ایک یونی ورسٹی بھی نہیں - گورنمنٹ کی طرف سے کوئی کالج بھی قائم نہیں ہے - صرف گورنمنٹ اسکول ہیں یا بیروت میں مبشرین امریکہ کا ایک بہت ہی مختصر کالج ہے جو اپنا آپ ہی امتحان لیتا ہے' اور سند دیتا ہے -

تاہم تعلیم کا نظام اتنا سودمند ہے ' نشو و ارتقاے دماغ پر اس قدر زور دیا جاتا ہے ' اظہار مواہب فطریہ کے محرکات اس درجہ بڑھے ہوے ہیں' کہ وہی معمولی تعلیم اُن میں مصنفین و مخترعین پیدا کرسکتی ہے ' مگر ہماری غیر معمولی تعلیم ایجاد و اختراع کے سمجھنے اور علوم و فنون کا صحیح مطالعہ کرنے میں بھی مدد نہیں دے سکتی !

عبد اللہ افندی البستانی ارض شام کے ایک مشہور بزرگ ہیں' جن کو تعلیمی حیثیت سے یونی ورسٹی کی کوئی ڈگری حاصل نہیں - حال میں اُنھوں نے ایک نئی چیز دریافت کی ہے جس کا غلغلہ دمشق و بیروت سے نکل کر یورپ تک پہونچ گیا ہے -

تنباکو کے نقصانات اس قدر عام اور وسیع ہیں کہ ان مضرتوں کا تذکرہ اب ایک طرح کا اعلام معلوم ہوگیا ہے - علماے حفظ صحت اس کے ضرر پر رسالے لکھہ چکے ہیں ' بڑی بڑی انجمنیں اسکی عادت چھڑانے کے لیے قائم ہیں ' اور حکومتوں نے اسکے لیے قوانین نافذ کیے ہیں ' تاہم جو شے ایک صدی سے جزو زندگی ہوگئی ہے ' اسکا ترک بہت مشکل ہے -

عبد اللہ بستانی کو فلسفۂ اجتماع کی اس حقیقت کا علم تھا کہ جس طرف پبلک کا عام رجحان ہو اور یہ رجحان پختہ ہوچکا ہو' اُس کی فوری بندش کی کوششیں ہمیشہ ناکام رہتی ہیں - اصلاح البتہ ممکن ہے اور وہ بھی تدریجی رفتار سے مقبول ہوسکتی ہے - تنباکو میں مضرت کی جو خاص چیز ہے وہ ایک قسم کا زہریلا مادہ ہے جو استعمال کرنے والوں کے اعضاء رئیسہ پر بہت برا اثر ڈالتا ہے - اس مادہ کا علمی نام " نیکوٹین " ہے' اور وہی ان مضرتوں کا باعث ہے - بستانی کی اختراعی قابلیت نے ایک ایسی چیز نکالی ہے کہ تنباکو کے مزے اور ذائقہ و بو میں فرق بھی نہیں آنے پاتا ' اور یہ مادہ بھی اُس سے نکل جاتا ہے - مصر کے سنیٹری کمشنر (افسر محکمۂ حفظان صحت) ڈاکٹر بیٹنر نے اس اکتشاف کی نہایت کامیاب تصدیق کی ہے -

ایجاد کی عملی تصدیق یوں ہوئی کہ ایک سو خرگوشوں کے خون میں مادہ (نیکوٹین) پچکاری کے ذریعہ پہونچایا گیا - ہنوز پورے بیس منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ سب کے سب مرگئے - پھر اس مادے سے الگ کیے ہوے تنباکو کے جوہر سے دوسرے خرگوشوں پر یہی عمل کیا گیا' مگر وہ بالکل زندہ رہے' اور اُن کی طبعی حالت میں کوئی تغیر پیدا نہیں ہوا -

فاضل مکتشف نے پچھلے مہینے میں اس اکتشاف کے متعلق مصر میں ایک لکچر بھی دیا تھا' اور اس کیفیت کا تجربہ دکھلا دیا تھا ' چنانچہ علمی دنیا کے مختلف حصوں سے انھیں پر جوش مبارکباد دی گئی ہے -

کیا ہندوستان میں بھی وہ دن آئیگا کہ تعلیم کا صحیح معیار اور درست انتظام قائم ہو' اور تعلیمی نتایج بہترین علمی اکتشاف و اختراع کی صورت میں ظاہر ہوا کریں ؟

ناموران غزوهٔ بلقان

شهادة بطل الحرية

رحمة الله عليک يا نيازي !!

حادثهٔ ملي

(۳)

انجمن میں شرکت

(نیازي بک) کے خیالات کا تغیر روز افزوں تھا - اسکے تفکرات سیاسیه روز برروز عمیق تر ہوتے جاتے تھے - عشق ملة اور ہواے حرية کے ایک محبوب غیر مرئي کي یاد نے اسکي تمام حسیات و جذبات ذهنیه پر قبضه کرلیا تها -

لیکن تاهم اب تک اسکا سفر بے مقصود' اور اسکي تفحصات فکریه مجهول تهیں -

اٹلي کے مشہور داعي حریت (جوزف میزیني) نے جب اپنے هم وطنوں کو غیر ملکی سپاهیوں کی قید میں سڑک پر تے گذرے ہوے دیکھا تھا ' تو عشق حریه کي آگ اسکے سینے میں بھڑک اٹھي تھي - وہ اپني مخفي بیقراري سے مضطر' اور اپنے الهامي مبني سے مضطرب تھا ' لیکن تھوڑے هی دنوں کے اندر بغیر اسکي تلاش و جستجو کے ' خود بخود آسے ایک مخفي ملکي جماعت کا پته ملگیا ' اور اسکي مدد کے ساتھه هي اسکی قربانی زندگی شروع هوگئی -

بعینه اسی طرح نیازي بک کو بھی زیادہ انتظار کرنا نہیں پڑا - اس انقلاب طبیعت پر ابهي ایک سال بھی نہیں گذرا تھا که اسے " انجمن اتحاد و ترقی " کا ایک مخفي داعي ملگیا ' جس نے انجمن کے مقاصد و اصول سے مطلع کیا ' اور بتلایا که " جن امیدوں کو تمہارے اضطراب ڈھونڈھ رہے هیں یه وهی اضطراب هے ' جس کے مالک کے هزاروں مریدوں کو تم سے بہت پہلے رشتۂ اتحاد و اشتراک عمل میں منسلک کردیا هے "

(نیازي بک) لکھتا هے : " اس راه میں (انورپے) کے ارشاد طریقت کو دخل نه تھا ' وه بعد میں همیشه شریک کار رهتا "

* * *

انجمن کے قبل از دستور کاموں کے ذکر کا یه موقعه نہیں - تیس برس کے اندر مختلف مقامات میں رهنے اور حوادث و موانع کے ظہور سے ٹوٹنے اور منتشر هونے کے بعد ' بالاخر انجمن کي مرکزي جمعیة پیرس میں آکر مقیم هوگئي تهي ' مگر اپنے کاموں کي طرف سے بالکل نا امید تهي ' اور سراے یلدیز کي مخالفانه و حریفانه کوششوں کا مقابله کرتے کرتے عاجز آگئي تهي - یہاں تک که سنه ١٨٩٦ - سے مقدونیا کے مسئلے نے یوروپین ترکي کے مسئلے کي صورت اختیار کرلی ' اور دول سته نے صاف صاف اسمیں مداخلت کا اعلان کر دیا - انجمن نے سونچا که یه وقت خاموشي اور صرف نظر کا نہیں هے ' اور ترکي کے لیے جو کچهه هونا هے ' ضرور هے که دول یورپ کے مطامع کے ظہور سے پہلے هي هو جاے - اس نے دیکھا که برلن کانگریس کے معاهدے میں سے الحاق بوسینیا و هرزیگوینا وغیرہ کا بڑا سبب دولة عثمانیه کا غیر آئیني حکومت هونا ظاهر کیا گیا تها ' اور اسکي تصریح کردي گئي تهي که اگر سنه ١٨٨٧ - کي عثماني پارلیمنٹ قائم رهي اور اصلاح و ترقي کرتي رهي' تو یوروپین ترکي کي علحدگي یا خود مختاري کا سوال بالکل چھوڑ دیا جاے گا -

پس اگر اس وقت کوئي داخلي انقلاب نه هوا ' تو مقدونیا اور بقیه یورپین ترکي کا دولت عثمانیه سے فصل قطعي اور یقیني هے -

چنانچه انجمن اتحاد و ترقي نے اپني مرکزي جماعت' پیرس کي جگه مصر میں قرار دي - پهر اسکے بعد سنه ١٨٩٧ - میں خود مقدونیه کے مرکزي اور فوجي مقامات (سلانیک) اور (مناستر) میں منتقل کردي گئي ' اور اسکے داعي و نقیب طرح طرح کے بھیسوں اور لباسوں میں تمام فوجي آباد یوں کے اندر پھیل گئے -

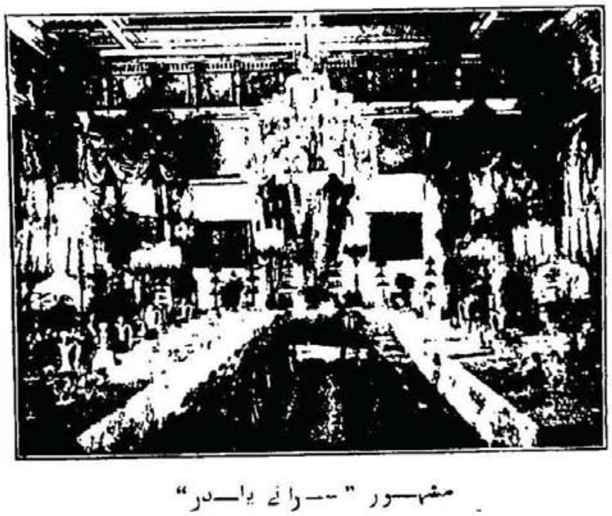

مشهور "ــرانے پاسـدر" کا ڈائنینگ هال

انجمن کے پر اسرار اعمال

انجمن خطروں اور هلاکتوں میں گهري هوئي تهی' اسلیے اس نے قدیمي انقلابي اور مخفي جماعتوں کے اصول پر اپنے تمام کاموں کے طریقے قرار دئے تھے - اسکے نقیب سوسائٹي میں شامل هونے والوں کے خیالات کو ٹٹولتے ' اور انکي طبیعت کا اندازہ لگاتے تھے - جب اندر اسي شخص کے خیالات میں تغیر و اصلاح اور ... کي ... کے جس کا پته لگتا ' تو پهر اسکو طرح طرح کي آزمائشوں میں ڈالتے' اور کچهه عرصے تک اسکے خیالات کي استقامت کي آزمائش کرتے - جب وہ مستقل اور قابل وثوق ثابت هو جاتا تو پهر اسے اطلاع دیتے' که جن حضرات کے تم متلاشي هو' انهي کیلیے

.. امت و جاں نثاران ملت کي ایک مخفي جماعت موجود ہے -

لیکن وہ کہاں ہیں ؟ کون لوگ ہیں ؟ کیا نام ہے ؟ کون کون آج تک اس میں شریک ہو چکا ہے ؟ ان امور کي ابھي اسکو کوئي اطلاع نہیں دي جاتي تھي ، تا کہ اگر وہ دھوکا دینا چاہے ، تو اسکے شر سے انجمن محفوظ رہے -

جب وہ اس مخفي جماعت میں شریک ہونے کیلیے طیار ہوتا تھا ، تو اسکے آگے نہایت سخت پر امتحان و محن کاموں کو پیش کیا جاتا تھا ، اور شدید سے شدید شرطیں سنائي جاتیں - اس منزل سے بھي گذر جاتا ، تو پھر وہ نقیب اسکو اپنے ساتھ لیتا ، اور رات کے پچھلے پہر کي تاریکي میں آنکھوں پر پٹي باندھکر کسي غیر معروف اور شہر سے دور مقام پر لیجاتا ، وہاں ایک نہایت پر خوف اور ہیبت انگیز مختصر سي صحبت ہوتي - چار پانچ سیاہ پوش اجسام ہوتے ، جنکے چہرے نقاب سے چھپے ہوتے ، اور جنکي آوازیں ہیبت اور جبروت میں ڈوبي ہوئي ہوتیں - دو شخص برہنہ تلواروں کو اجنبي کے سر پر بلند کرتے ، اور ایک شخص قران مجید اسکے ہاتھ میں دیتا - پھر قبلہ رو ہو کر "حلف و میثاق مقدس" کے مندرجۂ ذیل الفاظ اسکي زباني کہے جاتے :

" میں آج خدا کي عبودیت ، اسکي عدالة کے احترام ، اسکے رحم کي پیروي ، اسکے قوانین حریة ، مساوات ، اخت ، اور بني نوع انسان کے طبیعي حقوق کي نگداشت کے عہد کي تجدید کرتا ہوں - آج سے میري جان ، میري عزت ، میري آبرو ، میرا مال ، اور میري تمام قوتیں میري نہیں رہیں ، بلکہ اس جماعت کي ، جو انکو ملک کي سعادت و حریت ، اور اسکو ظلم و استبداد اور طمع و غضب اجانب سے نجات دلانے کي راہ میں خرچ کریگي - مجھپر اور میري نسل پر تا قیامت اللہ کي لعنت اور پھٹکار ہو ، اگر میں آج کے مقدس حلف و میثاق کي خلاف ورزي کا کبھي تصور بھي اپنے دل میں لاؤں - .... "

انجمن کے پر اسرار اعمال کے عجائب کا یہ حال تھا کہ عام آبادي الگ طرف رہي ، خود سرائے یلدیز کے ڈائننگ ہال کے اندر دو آدمیوں سے اسکے بھیس بدلے ہوئے نقیب نے مقدس حلف لیا تھا !!

فوجي مسئلہ

نیازي بک بھي ان تمام منازل سے گذرا ، اور رسنہ سے پوشیدہ منستر میں لایا گیا ، جہاں ایک مخفي اور مجہول الحال مقام پر اس نے عشق ملت اور ہواے وطن کي مقدس قسم کھائي ، اور پھر واپس اکر انجمن کي دعوت و تبلیغ کا کام شروع کردیا ، اور تھوڑے ہي دنوں کے اندر اسکي پلٹن کے اکثر افسر اور ساتھي بھي اس میں شامل ہوگئے -

انجمن اپنے کاموں میں نہایت تیزي سے مصروف تھي ، اور وقت مناسب کا انتظار کر رہي تھي - ترکي کي فوج نظام سات حصوں میں منقسم ہے ، جسکو (فیلاق) کہتے ہیں ، اور یہي نظامیہ اسکي فوج کي اصلي طاقت ہیں - ان میں سے دوسري اور تیسري رجمنٹیں یوروپین ترکي کے صدر مقامات سلانیک ، مناستر ، اسکوب ، ادرنہ ، اور ازمیر میں تھیں ، اور چوتھي روملي میں -

باقي چار ، یعنے پہلي ، پانچویں ، چھٹي ، اور ساتویں میں سے ایک دار الخلافہ میں ، اور تین بلاد بعیدہ یعنے دمشق ، بغداد ، اور یمن میں متعین تھیں -

انجمن نے ان میں سے تین رجمنٹوں کو جو یوروپین ترکي میں مقیم تھیں ، اور جنکے چھتیس ہزار سپاہي عثماني فوج کا اعلی ترین حصے تھے ، اپنے ساتھ کرلیا تھا ، اور اسکے تمام چھوٹے بڑے افسروں نے انجمن کي اطاعت کي قسم کھالي تھي -

(غازي انور بے) اور مرحوم نیازي بک تیسري رجمنٹ سے تعلق رکھتے تھے -

پہلي رجمنٹ جو دار الخلافہ میں تھي ، اسکے تمام بڑے افسر حتی کہ سراے یلدیز کے محافظین انجمن کے ممبر تھے -

بقیہ چار رجمنٹیں اسقدر دور تھیں ، کہ انکي وجہ سے وقت پر کوئي مدد قسطنطنیہ پہنچ نہیں سکتي تھي -

انجمن کي اصلي حکمراں جماعت

پس انجمن نے دیکھا کہ اب کام حد تکمیل کے قریب ہے ، اور فوجي معیت کا مسئلہ تقریباً طے ہوگیا - اب وہ صرف اسکي منتظر تھي کہ پہلي رجمنٹ کے چھوٹے افسروں اور عام سپاہیوں میں جو خفیہ نقیب پھیلے ہوے تھے ، وہ بھي اپنے کاموں کو مکمل کرلیں ، لیکن حالات نے انتظار کي مہلت نہ دي - سنہ ۱۸۹۸ میں شہنشاہ اڈورڈ اور زار روس کي مشہور ملاقات بمقام (ریوال) نے مقدونیا کي ازادي کا مسئلہ تقریباً طے کر دیا ، اور انگلستان اور روس نے متفق ہوکر اور ایک

مرحوم نیازي کا مرحوم وطن ! !
رسنہ کا ایک نظارہ !

اینگلو رشین اسکیم مرتب کرکے ، باب عالي کو بھیجدي -

اب وہ وقت آگیا تھا کہ انگلستان اور روس یوروپین ترکي کے فصل کا فیصلہ کر چکے تھے ، اور اک دو ہفتے کے اندر مقدونیا کي قسمت کا آخري فیصلہ ہو جانے والا تھا !

پس انجمن کي جماعة عاملہ نے ۲۰ - جون سنہ ۱۸۹۸ع - کي رات کو آخري فیصلہ کردیا کہ اب کام بلا تاخیر شروع کر دیا جاے -

یہ جماعت عاملہ انجمن کي اصلي حکمران جماعت تھي - اسکي تعداد پانچ ممبروں سے زیادہ نہ تھي - دنیا کي تاریخ میں ہمیشہ یہ لوگ عجیب و غریب تسلیم کیے جائیں گے ، کیونکہ اپنے کاموں کي طرح ، یہ خود بھي نہایت عجیب تھے - خود انجمن کے تمام ممبر اور شرکاء بھي واقف نہ تھے کہ ہماري حکمران جماعت کہاں ہے ، اور وہ کون لوگ ہیں ؟ صرف انکے احکام تھے ، جو نقیبوں کے ذریعہ ممبروں تک پہنچ جاتے تھے - ممبروں میں کاموں کي تقسیم ہوگئي تھي - ان میں سب سے بڑي جماعت فدائیوں کي تھي - انکا کام صرف یہ تھا کہ جو حکم پہنچے ، اسي وقت اسکي تعمیل کریں ، گو اسمیں کیسا ہي خطرہ کیوں نہو - ان فدائیوں کو بھي معلوم نہ تھا کہ ہم پر حکومت کرنے والے اور احکام بھیجنے والے کون لوگ ہیں ؟ وہ صرف حکموں کو سنتے تھے ، اور اسکي تعمیل کیلیے سر فروشانہ طیار رہتے تھے :

شئون عثمانیہ

عالم اسلامی

مسلمانان جزائر فلي پائن

جزائر فليپائن رياستهاے متحدہ امريكہ كے ماتحت هيں - ان جزائر ميں اسوقت ۵ - لاكهہ مسلمان آباد هيں -

جزائر (مورو) جزائر فليپائن كي حكومت كے ماتحت هيں - جزائر (مورو) پر ۱۱ - سال تک ميجر وتلي حكمراں رها - ميجر مذكور نے اپنے عهد ميں فرائض حكمراني نهايت خوبي سے ادا كيے اور باشندوں ميں هر دلعزيز و معتمد عليه هو گيا -

سون (نيويارک امريكہ) كو اپنے نامہ نگار قسطنطنيہ كے خط سے معلوم هوا هے كہ ميجر وتلي فليپائن كي اسلامي آبادي كے وكيل مطلق كي حيثيت سے آجكل آستانۂ عليه آئے هوے هيں -

ميجر مذكور آستانہ پهنچتے هي شيخ الاسلام كے پاس گئے ' اور وہ تمام سركاري كاغذات پيش كيے ' جن كي بنا پر يہ خدمت وكالت انكے متعلق كي گئي هے -

ميجر مذكور نے مسلمانان جزائر مورو اور اپنے مقصد كے متعلق گفتگو كرتے هوے بيان كيا :

" مسلمانان فليپائن نے انكو اسليے اپنا وكيل بنا كے بهيجا هے ' تاكہ وہ (يعني ميجر مذكور) سلطان المعظم سے مسلمانان فليپائن كے رئيس ديني يا خليفے كي حيثيت سے مليں اور نيابةً عرض كريں كہ جلالتماب رياستهاے متحدہ امريكہ كي پاليسي يعني تفريق حكومت و مذهب كي بابت اطمينان فرمائيں - اور ميجر موصوف بدلائل قاطعہ جلالتماب كو يقين دلائيں كہ رياستهاے متحدۂ امريكہ اپنے دل ميں اپني مسلمان رعايا كے ساتهہ بد سلوكي كا خيال پوشيدہ نهيں ركهتي ' كيونكہ وہ اسلام پر چلنے كي كوشش كرتے هيں ' اور چاهتے هيں كہ ايک هي وقت ميں وہ مومن كامل بهي هوں اور امن دوست شهري بهي "

ميجر وتلي نے كها :

" ممكن هے كہ ان اسباب كا دريافت كرنا مشكل هو ' جنكي بنا پر ايک قديمي و فطري زندگي بسر كرنے والي جماعت نے ميرے غير مسلم هونے كے باوجود يہ خدمت ميرے متعلق كي ' ليكن ميں كهتا هوں كہ ميں اپنے عهد حكومت ميں انكے اعتماد و اعتبار كے حاصل كرنے ميں هميشہ كامياب هوا ' كيونكہ ميں نے ان پر محبت و مروت كا اظهار كيا ' اور انكو يقين دلايا كہ وہ موجودہ حالت ميں نيک كردار مسلمانوں كے راستے پر نهيں چل رهے هيں اور اصلاح كے محتاج هيں "

يہ حالات تهے ' جنكي بنا پر انهوں نے ميجر وتلي كو اس مقصد عالي كے ليے اپنا وكيل بنا كے بهيجا هے - خط سے معلوم هوتا هے كہ آج سے پہلے كبهي انهيں اس مقصد كے ليے كسي شخص كو بهيجنے كا اتفاق نهيں هوا -

چنانچہ وہ اپنے اسي خط ميں سلطان المعظم كو لكهتے هيں :

" اب هماري تمام اميديں آپ هي كے هاتهہ وابستہ هيں - هم كسي ايسے شخص كو نهيں جانتے ' جس سے همارے تعلقات آپكے تعلقات سے زيادہ قريب هوں - كيونكہ آپ جانشين رسول الله اور هم تمام مسلمانوں كے خليفہ هيں - اسكے علاوہ كوئي اور شخص ايسا نظر بهي نهيں آتا جس سے يہ اميد هو كہ وہ اتباع اسلام كے باب ميں هماري خواهشوں كے پورا كرنے ميں هميں مدد ديگا "

ميجر وتلي اپني اور مسلمانان مورو كے تعلقات كي سرگذشت بيان كرتے هوئے كهتے هيں :

" ميرے اور مسلمانان مورو كے تعلقات ان مساعي كي بدولت هوے هيں ' جو ميں نے آستانے ميں انجام دي تهيں - جسوقت يہ جزائر رياستهاے متحدہ امريكہ كو ملے هيں اسوقت اسكا معتمد مسٹر ارسكار ترس آستانے ميں مقيم تها - اسكو جب معلوم هوا كہ هماري نئے مستعمرات (نو آباديوں) ميں بهت سے مسلمان بهي هيں ' تو وہ سلطان عبد الحميد خاں سے ملا ' اور معاهدہ رياستهاے متحدہ و صوبہ طرابلس الغرب پيش كيا ' جسكي دفعہ ۱۱ - ميں لكها تها :

" چونكہ رياستهاے متحدہ كي حكومت كي بنياد كسي حيثيت سے بهي مسيحيت پر نهيں هے ' اور چونكہ يہ حكومت مسلمانوں كے اسباب راحت ' انكے عقائد ' انكے مذهب كے ساتهہ ' كسي طرح بد سلوكي كا ارادہ نهيں ركهتي ' اور نيز كيونكہ وہ آج تک كسي مسلمان قوم سے معركہ آرا نهيں هوئي هے ' اسليے فريقين اس امر پر متفق هيں كہ دونوں ملكوں كے تعلقات باهمي كے انقطاع كے ليے مذهبي امور سبب نہ قرار ديے جائيں "

چونكہ سلطان عبد الحميد خاں كو ان جزائر كا حال معلوم نہ تها ' اسليے پہلے انهوں نے يہ دريافت كرنا چاها كہ آيا در حقيقت ان جزائر ميں مسلمان رهتے هيں ؟ اور كيا انميں سے كوئي جماعت اداے فريضۂ حج كے ليے حجاز بهي آئي هے ؟ پهر اسي غرض سے انهوں نے ايک تار بهي مكہ معظمہ بهيجا - حسن اتفاق سے ان جزائر كے دو شخص وهاں موجود تهے - سلطان عبد الحميد نے ان دونوں آدميوں كے هاتهہ مسلمانان جزائر كے پاس خطوط بهيجے ' اسميں انهوں نے نصيحت كي تهي كہ حكام كے ساتهہ دوستي و محبت كے تعلقات ركهيں - يہ انهيں خطوط كا اثر تها كہ جب يهاں اگنيلدو كے قاصد آئے ' اور باشندوں كو بغاوت ميں شركت كي دعوت دي ' تو مسلمانوں نے شركت سے صاف انكار كرديا -

ميجر وتلي كو مسلمانان فليپائن (تون ماس) كهتے هيں - تون ماس كے لفظي معني بادشاہ ' باپ ' يا سردار كے هيں -

مسلمانوں نے ايک بهت بڑي مرصع انگشتري بهي بطور يادگار انكو دي هے ' اور وہ هر وقت اسے فخريہ زيب انگشت ركهتے هيں -

مراسلات

مسلمانوں میں میجر رنلي کي هر دلعزیزي اور محبوبیت کا یه عالم هے که جب سے وہ روانه هوے هیں ' هر نماز جمعه کے بعد جو لوگ قرآن حکیم پڑھسکتے هیں ' وہ سورۃ یاسین ' اور جو لوگ اس نعمت سے محروم هیں ' وہ دو رکعتیں پڑھکے دعا مانگتے هیں که ترن ماس میجر رنلي باحترام و اکرام آستانے پهنچیں ' سفراء و جلالتمآب سلطان المعظم سے ملاقات هو ' اور مقصد سفر میں کامیاب هوں ' اور پھر بخیر و خوبي و راحت و آرام جزائر واپس آئیں ! !

جلالتمآب سلطان معظم کیخدمت میں جو عریضه بھیجا گیا هے وہ نهایت فصیح و بلیغ عربي میں لکھا گیا هے - یه عریضه ایک سفید مچھلي کے کاغذ کے غلاف میں هے -

یه غلاف سرخ ' زرد ' اور سبز ' تین رنگوں کے فیتے سے آراسته هے - یه رنگ غالباً اسواسطے انتخاب کیے گئے هیں که یهي ریاستهاے متحدہ امریکه کا شعار هے -

اس واقعه سے متعدد نتائج نکلتے هیں :

(۱) سلطان المعظم کا به حیثیت خلیفه دور دراز کے جزائر تک پر نبي اقتدار هونا -

(۲) مسلمانوں کي امن پسندي ' جو هر جگه نمایاں هے -

(۳) ترکي نے هندوستان کے مسلمانوں کے نام غدر سنه ۵۷ کے بعد ایک فرمان بھیجا تھا ' جس میں شورش و بد امني سے بچنے کي ترغیب دي تھي - ترکي کا یه ایک احسان عظیم هے جسکو شاید گورنمنٹ آف انڈیا بھلا چکي هو ' مگر اس واقعه سے معلوم هوتا هے که صرف هندوستان هی کي خصوصیت نہیں ' بلکه جزائر فلیپائن کے مسلمانوں کو بھی ترکي نے امن و وفاداري کی تعلیم دي تھي ' اور اس طرح اسنے اپنے اثر کو یورپ کي نو آبادیوں میں کبھي یورپ کے زعم کے مطابق وسیلۂ شورش و بغاوت نہیں بنایا - شورش تو یقیناً اچھی بات نہیں ' لیکن بهتر تھا که ترکي اپنے اثر سے طلب حقوق و حصول حریت کي سعي میں کام لیتی -

(۴) مسلمانوں کي احسانمندي اور احسان پرستي ' که ایک مسیحي کا سلوک انسے اچھا هوا ' تو اسکے لیے دعائیں مانگیں ' اور اسکو باپ کهکر پکارتے هیں - افسوس که اس احسان پرستی کا انهیں یورپ سے جو جواب ملا ' اسکا اشارہ اب تغیر خصلت کي طرف هے ' اور مبارک هیں وہ ' جو اِس اشارے کو سمجھیں اور اسپر عمل کریں !

الهـــلال کي ایجنســـي

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں میں الهلال پهلا رساله هے ' جو باوجود هفته وار هونے کے ' روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں ' تو اپنے شهر کے لیے اسکے ایجنٹ بن جائیں -

واقعـــۂ " سیـد هاشمی "

قائم مقام پرنسپل کي تصریح

کچھه عرصه سے سید هاشمي کے کالج سے اخراج کے متعلق اخبارات میں غلط اور بے بنیاد خبریں شایع هو رهي هیں - اس قسم کي افواهیں خواہ غلط هوں یا صحیح ' کسي حالت میں نه طالب علم کے لیے مفید هیں نه کالج کے لیے - میں مناسب سمجھتا هوں که اسکے متعلق اصل واقعات شائع کردیے جائیں - یه مشهور کیا گیا هے که سید هاشمی نے ٹینس ڈنر کي مخالفت اس بنا پر کي که همارے بھائیوں پر مصیبت آ رهي هے ' اور اس مخالفت کي سزا میں انهیں نکال دیا گیا - اسکے اصل واقعات یهه هیں :

ڈنر کي تاریخ سے دو هفته پیشتر ٹینس کمیٹي کا ایک جلسه هوا جسمیں سید هاشمی شامل تھے ' اور اُس جلسه میں یهه قرار پایا که پرانے عهده داروں کي علحدگی اور نئے عهده داروں کے چارج لینے کي تقریب میں ایک ڈنر دیا جاوے - اس کمیٹي میں سید هاشمي نے کسي قسم کي مخالفت نہیں کي - ڈنر کي تاریخ مقرر هوگئي - مهمانونکے پاس انویٹیشن جا چکے ' جسکو اونهوں نے قبول کرلیا ' تمام جنس خریدي جا چکی - آخر وقت میں هاشمي نے کالج کے کچھه اور طلباء کو جنکا ڈیپوٹیشن سے کچھه تعلق نہیں تھا بھڑکا کر یهه رزولیوشن پاس کرایا که ٹینس ڈنر نہیں هونا چاهیے - اسپر ٹینس کمیٹي کا جلسه هوا ' اور یه بیان کیا گیا که انکو ڈنر کي مخالفت کمیٹي میں کرنا چاهیے تھی - اگر اُسکا مقصد همدردانه هوتا تو وہ ٹینس کي کمیٹي میں مخالفت کرتے ' اور پندرہ روز خاموش رهکر ایسے وقت میں ' جبکه ڈنر کا ملتوي هونا نا ممکن تھا ' ایسے نا جائز طریقه سے اعتراض نکرتے - کمیٹي نے یه خیال کیا که اوسکا یه فعل که کمیٹي میں بیٹھکر خاموشي سے ایک بات کي موافقت کرنیکے بعد باهر جاکر اوسکے خلاف اوروںکو ورغلانا ایک شریف علي گڈہ بواے کے کیرکٹر کے خلاف هے - چنانچه ٹینس کمیٹی کي ممبري سے اونکا نام خارج کردیا گیا ' اور یه معامله یهیں ختم هوگیا - اونکے اخراج کے اسباب یهه هیں :-

(۱) پچھلے تین سالوں میں ٹیوٹر کے پاس اونکے متعلق خراب رپورٹیں آئیں ' اور اونکو متعدد مرتبه اونکے ٹیوٹر نے متنبه بھي کیا - اور ایک مرتبه کچھه نا گوار گفتگو بھي هوئي -

(۲) اونهوں نے اپنے اسسٹنٹ کي سچائي کے خلاف جھوٹي روایتیں مشهور کیں -

(۳) اونهوں نے سنیر اسٹاف کے ایک پروفیسر کو حهرٹ بولکر دھوکا دیا ' جسپر پرنسپل صاحب نے بهت تنبیه کي ' اور کها که تھوڑي سي بات پر وہ نکالدیے جائینگے -

(۴) تھرڈ ایر کے سالانه امتحان میں وہ باتیں کرتے هوے پکڑے گئے -

(۵) فضل الحسن ، رهاني ٹیوٹر اردو سے معلق کو جو سفارش میں سزا یاب هوئے هیں پرنسپل نے بد اتفاق آنریری سکریٹري کالج میں آنیکي اور طالبعلموں اور اسے والد کي موافقت کي ہے - سید هاشمي کا اونسے ربط و ضبط رها اور اونکے بائیکاٹ کے نوٹس نمایش میں تقسیم کرنے میں نمایاں حصه لیا -

یه مشہور کیا جاتا ہے که اونکو آندھي اور مینهه میں رات کے وقت نکالا - جس طالبعلم نے اونکو اپنے یہاں ٹھرایا اونکو نکالا - اور جسنے روٹي کھلائي اوسکو بھي نکالدیا - اسکے متعلق واقعات یه هیں که اونکو صبح آٹھه بجے کالج سے چلے جانے کے لیے کہا گیا ' اور انکي متعدد قسم کي فیس معاف کر کے اونکو سفر خرچ کے لیے روپیه بھي دیا گیا - اور کہا که اوسي روز پانچ بجے کي گاڑي سے چلے جاویں ' اور اسسٹنٹ ٹیوٹر صاحب اونکو اسٹیشن پر روانه کرنے گئے - وہ اوس روز نہیں گئے ' اور تین دن تک ایک طالبعلم کے یہاں چھپے رہے ' جسکي کسیکو کوئي اطلاع نہیں کي گئي - ان طالبعلم کے خلاف چونکه پہلے کوئي بات نہیں تھي اسلیے اونکو متنبه کر کے اوسکا کمرہ تبدیل کر دیا گیا ' اور کوئي سزا نہیں دیگئی - هاشمي کے اخراج کے بعد پرنسپل اور ٹیوٹر نے نوٹس دیدیا تھا که کوئي طالبعلم سید هاشمی کو ریسیو نکرے - ایک طالبعلم نے اس حکم کے خلاف سید هاشمي کو ایک شاندار ڈنر دیا ' جسمیں بہت سے طلبا کو مدعو کیا - سید هاشمي کو هار پہنایا - اسپر اس طالبعلم کو صرف ایک ماہ کے لیے اسٹیکیٹ کیا - اس طالبعلم کي پہلے سے بھي کچھه شکایتیں تھیں - سید هاشمي کي روانگي دهلي کو شام کے پانچ بجے هوئي ' اور اوس روز اتفاق سے خاص طور پر موسم اچھا تھا - اونکے روانه هونے کے بعد ٹیوٹر اور اسسٹنٹ ٹیوٹر میرے مکان پر آئے - ان تمام واقعات کے لکھنے کے بعد میں اخبارات کے ایسے اڈیٹروں سے جو کالج کے دوست هیں اپیل کرتا هوں که وہ کالج کے متعلق خبریں شایع کرنیسے قبل آنریري سکریٹري یا پرنسپل سے واقعه کي تصحیح کرلیا کریں - مجھے خوشي ہے که چند اڈیٹر صاحبان نے تصحیح کے لیے پرنسپل یا آنریري سکریٹري کو لکھا -

ضیاء الدین احمد

قائم مقام پرنسپل ایم - اے - او - کالج - علیگڈہ

داستان خونیں

مظالم بلقان اور اسکي اشاعت

حضرت مولانا - السلام علیکم و رحمة الله و برکاته - آپکے اخبار مورخه ۱۴ - مئي سنه ۱۹۱۳ سے ظاهر هوتا ہے که مجلس دفاع ملی نے جو روئداد مظالم بلقان کي شائع کي ہے اور اوسکے تراجم مختلف السنه یورپ میں کیے گئے هیں - اوسکي ایک کاپی انگریزي آپکے پاس پہنچ گئی ہے ' اور آپ اوسکا ترجمه اپنے اخبار میں وقتاً فوقتاً چھاپتے رهینگے - آپنے یه خیال بھي ظاهر فرمایا ہے که اگر همدرد اسکو چھاپے تو بہتر هو - میري راے ناقص میں نه صرف همدرد بلکه کل اردو اور هندو و اسلامي اخباروں میں اسکي اشاعت از بس ضروري ہے - اور میں امید کرتا هوں که ان اخبارات سے پرائیوٹ طور پر درخواست کرکے آپ اسکا انتظام فرمائینگے - اخباروں کي اشاعت کے بعد جیسا که آپکا خیال ہے اس روئداد کو ایک رسالے کي صورت میں شائع کیا جاے -

تاریخ حسیات اسلامیۂ مسلمانان هند کا ایک ورق

اعانۂ مہاجرین

اعلان جان فروشي

جناب عبد الحي خاں صاحب از دیودرگ

حضرت مولانا مد ظله العالي - سلام مسنون - اسوقت یوروپین ٹرکي کے مظلوم و بے خانماں مہاجرین کے مصائب اور احتیاج کے تار کا مضمون اور اُنکے حال زار کا مرقع جانگزا مندرجۂ الهلال پیش نظر ہے -

کیا عرض کروں که دل بیتاب کیا کہه رها ہے ' اور آنکھوں سے کیا بہه رها ہے ؟ جس ایثار سے آپنے بذریعه قیمت اخبار ۳۰ هزار کي فراهمي کا انتظام و اعلان فرمایا ہے وہ نہایت مستحسن اور سہل الحصول طریقه ہے - بفضله تعالی قوم میں هزاروں عالي همت اور صاحب دل ایسے

[بقیه مضمون پہلا کالم]

اسکے متعلق اسقدر عرض کرنا ضروري تصور کرتا هوں که اس روئداد کا ترجمه آپ خود فرمائیں - اور اگر کوئي اور شخص انگریزي سے اردو میں ترجمه کرے تو بھي آپ اوسپر خاص نظر و اصلاح فرما دیں - یه رساله اردو ٹائپ میں نه چھپے ' بلکه لیتھوگراف میں ' کیونکه عوام الناس ٹائپ کو اچھي طرح نہیں پڑھه سکتے ' اور کم از کم اوسکے پڑھنے میں دقت محسوس کرتے هیں - اس رساله کے ترجمه میں مغلق الفاظ سے حتی الوسع احتراز کیا جاے ' کیونکه بد قسمتی سے هندوستان میں عربی تقریباً معدوم و مفقود هوگئي ہے - یه رساله خوشخط هو' مگر کاغذ کي پروا نہیں ' خواہ کیسا هی کم قیمت هو - اسکي ایک لاکهه کا پیاں تمام هندوستان میں کم سے کم شائع کي جائیں - اور اصلي قیمت (Cost Price) پر فروخت کیجائیں - میں نہیں جانتا که اس روئداد کا عربي میں بھي ترجمه هوا ہے - لیکن اگر نہیں هوا تو ضرور هونا چاهیے - اور مصر اور شام اور بلاد عرب طرابلس وغیرہ مقامات میں اسکي هزاروں کاپیاں مشتہر کرني چاهئیں - حج بیت الله کے موقع پر اسکي اشاعت خصوصیت سے کیجاے ' تا که مسلمانوں کي آنکھیں کھلیں ' اور وہ خواب غفلت سے کروٹ لیں - اجکي ڈاک میں مبلغ چندہ دس روپیه کا منی آرڈر اس رساله کي اشاعت کي غرض سے آپکي مبارک خدمت میں بھیجتا هوں - اُمید ہے که اسکي اشاعت کي لیے بہت زیادہ چندہ کي ضرورت نہوگي اور تھوڑي سی سعي سے کافي چندہ هوجائیگا - کل شہروں میں ائمه مساجد جامع کے پاس یه روئداد مفت بلا قیمت جاني چاهیے - اس روئداد کے عربی ترجمه کے لیے آپ قسطنطنیه میں خدا و کتابت فرماکر انتظام باساني فرماسکتے هیں - میري راے میں اس اشاعت سے ایک اور بھي مدعا حاصل هوگا ' اور وہ یه که گورنمنٹ برطانیه کے رحم دوردیگر یورپین حکومتوں کي بے رحمي اور قساوت کا اندازہ عامۂ خلائق او بخوبي هوجاے تعرف الاشیاء باضدادها هوجائیگا والسلام -

راقم ایک مسلمان

که اپنمیں سے صرف ایک متنفس هي اتني قايل دیگر، مظلوم مهاجرین کي اعانت فرما سکتا هے - کو کام فرمایا جاے تو ارباب همم کیلیے یه امر کچهه بهي :

همت نخورد نیشتر لا و نعم را

عجب نہیں جو ابتک کسي غیور همدرد نے رقم مطلوبه بہ کي معرفت قسطنطنیه بهیجوا دي هو - یا آپکو بذریعه قیمت تخیار حسب اعلان ایک معتد به رقم وصول هوچکی هو - وکفی بالله وکیلا -

آه ! آه !! مولانا - خدا کي قسم میرے پاس اسوقت بجز نقد جان کوئي سرمایه نہیں ' جس سے اپنے مظلوم بهائیونکي اعانت کرسکوں ' البته کوئي خرید فرما لے تو میں بکنے کیلیے تیار هوں ' مگر حیران هوں که مجهه بدترین خلایق کو کون خریدیگا ؟ مجهه میں نه ایاز کا سا حال و قال ' نه یوسف کا سا حسن و جمال ' پهر کهتا هوں که گو کچهه نه سهي مگر انسان هوں - مسلمان هوں -

جبکه ادنے ادنے اشیاء چندہ کے جلسونمیں روپیوں اشرفیوں سے بذریعه نیلام نہایت احترام کے ساتهه بک گئي هوں ' اور جبکه پهٹے کپڑے ٹوٹے جوتے تک بک جاتے هیں ' تو کیا دس کروڑ اهل اسلام میں ایک خریدار سراپا ایثار بهي مجهکو میسر نه آئیگا ؟

پهر هاں اے جان عزیز ! بتا که اب تیرا کیا عزم هے ؟ گو تو سب سے عزیز سهی اور نقد دو عالم تیرے مقابله میں هیچ ' مگر تیري محبت کي قسم که تو جان آفرین کي خوشنودي سے تو زیادہ هرگز عزیز نہیں - اگر تو اسوقت بهي کام نه آئي تو پهر کس کام کي - خدا را تامل نکر اور اپنے ستم رسیدہ بهائیوں کي اعانت میں قربان هوجا !

یا خدا میري اس صداے جانفروشي کو در اجابت تک پهونچا اور شرف قبول عطا فرما - و افوض امري الی الله -

حضرت مولانا - حاشا آپ میري اس تحریر کو شاعرانه تعلي یا دیوانے کي بڑ خیال نه فرمالیں - میں آپکو بعزم و استقلال ' به ثبات عقل و هوش ' و برضا و رغبت ' بلا اکراہ و جبر مطلع کرتا هوں ' بلکه اختیار دیتا هوں که جو صاحب ' جن داموں چاهیں ' مجهکو خرید فرمالیں یا آپ جسکے هاتهه جس قیمت پر چاهیں فروخت فرما کر زر قیمت فوراً قسطنطنیه روانه فرمادیں - مجهه عذر نکرونگا ' اور تا زیست اپنے مولی کي غلامي سے انحراف نکرونگا ' معامله طے هوجانے پر باضابطه خط غلامی بهی لکهدونگا - و بالله التوفیق -

یه خادمه ایک غریب شوهر کي زوجه هے - جو کثیر العیال هیں - میرے غریب شوهر مسمی منشي محمد عبد الکریم سلنه فست پان بازار سکندر آباد نے ابهي ابهی مجهسے کہا که همارے ترک بهائي ' بهنیں ' اور مائیں ' جو مهاجرین بڑي سخت مصیبت میں هیں - اون کي امداد کے لیے مولانا ابو الکلام مد ظله نے اپنا اخبار مفت بهیجنے کا فرما کر اعلان شائع کر دیا هے - یه خادمه آپکي دن دوني رات دولت بڑهنے کے لیے اور درازي عمر کے لیے دعا کرتي هے - جبسے که جنگ طرابلس اور جنگ بلقان شروع هوئي - اور پیارے ترک بهائیوں ' بهنوں ' اور ماؤں ' اور ننهے ننهے بچوں بلقانیوں و اطالیوں نے مظالم کیے هیں - انکا حال سن سنکر شوهر کا کلیجه پاش پاش هو چکا هے - هم دونوں جب کبهي اپنے بچوں کو محبت کی نظر سے دیکهتے هیں تو همارے پیارے و عزیز ترک شہداء ' پیاري مائیں ' پیاري بہنیں - پیارے و عزیز بچے یاد آجاتے هیں ' اور بے اختیار آنکهه سے جهڑي شروع هوجاتي هے - ....

آہ اے رب العالمین ! تیري شان قهاري کو کیا هو گیا ؟ تیرے حبیب کي امت پر یه کیسي مصیبت هے ؟ تو اور تیرا عرش سکوت میں کیوں هے ؟ تیري وحدانیت اور تیرے حبیب کي رسالت کي گواهي دینیکا بدله یه هم سے لیا جا رها هے -

مجهے بچپن سے اردو اخبارات دیکهنے کا شوق هے ' لیکن اب اخبارات دیکهتي هوں تو اسلام پر هر طرف ایک اندهیاري سي چهائي هوئي معلوم هوتي هے - اب تو یہي بہتر معلوم هوتا هے که دنیا کے کل مسلمان ایک دل هوکر اسلام کي حفاظت کا عهد کرلیں - اسکا نتیجه جو کچهه خداے پاک کو منظور هوگا - هوگا - همارا بهروسه تو اس خداے وحده لا شریک پر هے - میں تو اس دن کو اپنے لیے عید سے بڑهکر جشن کا دن سمجهوں جس دن اپنے شوهر اور اپنے نو ساله فرزند کو شهید هوتے دیکهوں - اور میں خود بهي " فاطمه بنت عبد الله " کے قدم بقدم چلکر شهید هوں ' جو جنگ طرابلس میں شهید هو کر حوران بهشتي کے آغوش میں کهیل رهي هے ' اور جسکا حال حضور نے اخبار میں لکها تها -

کل میرے غریب شوهر نے آٹهه روپیه کلدار بذریعه مني آڈر (اعانۂ مهاجرین عثمانیه) کے لیے بهیجا هے ' اوسي سلسله میں آج یه خادمه بهي آٹهه روپیه بذریعه مني آڈر ارسال کرتي هے - همکو کسي معاوضه کي ضرورت نہیں -

(از جناب محمد حسین صاحب سکریٹري انجمن هلال احمر بلگام)

روزانه زمیندار میں اعانه مهاجرین کے عنوان سے الهلال کا شایع شده مضمون نظر سے گذرا - آپنے عالي همتي اور ایثار سے الهلال کي چار هزار کاپیاں وقف امداد مهاجرین کي هیں - جزاکم الله احسن الاجزا - آپکي اس عالي همتي کي صرف زباني داد دینا تو نہایت آسان امر هے ' لیکن اصل بات یه هے که کچهه عملي کارروائي بهي کر دکهلائي جاے - اسي خیال سے میں نے آج نماز جمعه کے بعد جامع مسجد میں ' ایک مختصر تقریر بیان کي ' اور مسلمانوں سے اس امر کي تحریک کي که کم از کم - هر ایک مسجد کے لیے ایک الهلال ضرور خریدا جاے جسکي خریداري هم خرما و هم ثواب سے بهي بڑهکر هے - اسی وقت آٹهه روپیه جمع هوگئے جو آپکی خدمت میں بذریعه مني آرڈر روانه کئے گئے هیں - وصول فرما کر الهلال امام صاحب مسجد بلگام کے نام جاري فرمائیں -

اراده هے که هر ایک مسجد میں جاکر اوگونکو اسکي خریداري پر آماده کروں تا که ایک معقول تعداد الهلال کے خریداروں کي پیدا هو جاے - اور اس طرح مهاجرین کي بهي اعانت هو -

الهلال

(کثر الله امثالکم - کہه نہیں سکتا که جناب کے اس خلوص و درد اسلامي نے میرے دل میں ایسي جگه پیدا کر لي هے ؟)

حضرت مولانا - الله تعالی آپکے علم و فضل میں برکت و اضافه کرے -- مجهه ضعیف و نحیف کا عزیز از جان فرزند عبد الرحیم کاتب بعمر ۲۲ - سال آپ کے اخبار الهلال کا عاشق شیدا تها - جب تک الهلال کو دیکهه نه لے ' اسے چین نه پڑتي تهي افسوس که اس

ضعیفي میں مجھے داغ جدائي دیگیا ' یعنے چند ماہ بیمار رہکر انتقال کر گیا - میري بقیہ عمر ضائع ہوگئي - کیا کروں کدھر جاؤں ؟ مہاجرین بلقان کا درد ناک احوال جو آپ نے الہلال میں تحریر کیا ہے اس سے دلپر سخت صدمہ پہنچا - مرحوم کے طرف سے ایک روپیہ چندہ ارسال کرتا ہوں' اسکو قبول فرمائیں' اور میرے بیٹے کے حق میں دعا فرمائیں کہ خدا اسکي مغفرت کرے اور اپنے جوار رحمت میں جگہہ دے آمین -

الہـــلال

(عظم اللہ اجـــورکم بمصائبکم - اللہم اغفـــرہ وارحمـــہ ' وانت خیر الراحمین !)

(فضل کریم حکیم ڈویزنل کورٹ ہوشیار پور)

عزیزہ اہلیۂ برادرم ڈاکٹر اشفاق محمد صاحب حکیم مقیم ہاتھي دروازہ امرت سر دو تین ماہ سے بعارضہ بخار بیمار ہیں - تبدیل آب وہوا کي غرض سے یہاں آگئي تھیں - بیماري کي شدت سے چونکہ وہ بہت دلگیر اور مایوس تھیں ' اسلیے انہیں خیال ہوا کہ اپنے زیورات راہ خدا میں دیدیں - چنانچہ دو بالیاں جو امرت سر میں غالباً ۵۸ روپیہ کو خریدي گئي تھیں ' مجھے دیدیں کہ انہیں کسي عمدہ مصرف میں لگا دیا جاوے - کل رات الہـــلال کو پڑھتے ہوے دل میں خیال آیا کہ اعانت مہاجرین سے اچھا مصرف اور کوئي نہیں ہو سکتا -

آج ہر دو بالیاں ڈبیا میں بند کرکے ارسال خدمت والا ہیں - یہ خالصاً آپکي نذر ہیں ' آپ پسند کریں توانہیں اعانۂ مہاجرین میں بھیجدیں - اور مریضہ کے حق میں دعاے صحت فرمالیں -

الہـــلال

(اللہ تعالی اس مومنۂ مخلصہ کو صحت عطا فرماے - جمیع قارئین الہلال سے التجا ہے کہ انکي حق میں دعاے صحت و سلامتي فرمالیں)

(از جناب نظیر احمد خان صاحب سہسرامي)

ہمارے والد ماجد مولوي سبحان احمد خانصاحب ناظر عدالت دیواني برابر الہلال دیکھا کرتے ہیں - اس ہفتہ کے الہلال کو دیکھکر نہایت غمگین ہوے' اور مہاجرین کي حالت دیکھکر دل بھر آیا - چنانچہ ۳ - سو روپیہ اپنے مشاہرہ سے پس انداز اس ارادہ سے کیا تھا کہ حج کو تشریف لیجاویں - مگر حالت مہاجرین قابل رحم ہے - فوراً حکم دیا کہ کل روپیہ " بمد اعانـۃ مہـاجرین " دفتر الہـلال کو بھیجدو کہ منزل مقصود تک پہونچ جاے - اور ان بیکسوں کي دستگیري ہو - لہذا حسب الحکم جناب موصوف الصدر مبلغ ۳ - سو روپیہ بذریعہ کرنسي نوٹ بیمہ ارسال ہے - امید کہ رسید سے بہت جلد مطلع کرینگے - اور " اعانت مہاجرین " کے مد میں جمع کرینگے -

فہـرست زر اعانـۂ مہاجرین عثمـانیـہ

(۱)

	روپیہ	آنہ	پائي
جناب انوار الحق صاحب سوداگر - پوریاں - شاہجہانپور	۱۶	-	-
مسلمانان قصبہ رسولي بذریعہ جناب برہان حسین صاحب	۱۶	۷	-
جناب عبدالرضا خانصاحب - آر - اے - آر - کہیري - لکھیم پور	۲۲	-	-
جناب حاجي محمد محي الدین صاحب بنگلور	۵	۰	-
جناب عبد المجید خانصاحب انسپکٹر - شورکوٹ جھنگ	۱۰	-	-
زمینداران گھوٹہ بذریعہ غلام محمد صاحب	۲	۱۵	-
جناب مولانا سبحان احمد خانصاحب ناظر عدالت بھاگل پور	۳۰۰	-	-
جناب احمد حسین صاحب ٹھیکہ دار نہر درگئی پشاور	۳۰	-	-
جناب معزالدین احمد صاحب سبزیمنڈي - الہ آباد	۱۵	۱	-
غیور مسلمانان بازید پور - مونگیر	۱۶	۵	-
جناب ایم - ترابعلیخا نصاحب - تحصیلدار حیدر آباد دکن	۵۰	-	-
مسلمانان جہلم	۱۰۰	-	-
جناب عبد الغفور صاحب - بسین برہما	۱	-	-
جناب امراؤ علي صاحب دہلي	۲	-	-
جناب مولوي حبیب الدین صاحب دہلی	-	۸	-
جناب ایم امین الدین صاحب بیرسٹر لائل پور	۳	-	-
جناب محمد اشفاق النبي خانصاحب سب انسپکٹر رامپور	۸	-	-
جناب میران بخش صاحب پٹواري ہوشیارپور	۵۰	-	-
جناب منشي مہدي حسن صاحب محرر چنگي پرتاب گڈہ اودہ	۸	-	-
جناب سید فضل احمد صاحب - خوشبو ساز بریلي	۱۵	-	-
جناب ایم - حصول احمد صاحب انریري مجسٹریٹ خیر آباد	۱۰۰	-	-
مسلمانان کھونٹي بذریعہ عزیز الحق صاحب مختار - کھونٹي - رانچي	۲۰	-	-
جناب محمد نصیر صاحب موضع ہرکاران بریکھا	۱۰۳	۹	-
جناب ور بیگ صاحب ودیل جونپور	۵	-	-
جناب ڈاکٹر عبد اللہ خانصاحب بکاني - کوئٹہ	۳	-	-
جناب شیخ فضل احمد صاحب - گجرات	۷	۸	-
جناب سید محمد تقي صاحب - از گونڈہ	۶۵	-	-
جناب سید فضل شاہ صاحب جہت پٹ	-	۸	۶
میاں نذیر حسین صاحب از لوھیا نوالہ ضلع گوجرا نوالہ	۳	-	-
جناب جمال خان کشمیري ککہر - گوجرا نوالہ	۱	-	-
ایک صاحب درد از قصور لاہور	۵۰	-	-
معین الدین احمد صاحب قدوائي ندوي	۷	-	-

بذریعہ معین الدین احمد صاحب قدوائي ندوي زیورات
(بہ تفصیل ذیل)

جوشن نقري مرصّع ۱۹ عدد - جوشن نقري سادہ ۲۳ عدد - گوڈہ نقري - بجلي طلائي ایک جفت - کیل طلائي ایک عدد - چوڑي نقري ۳ عدد - چھني نقري ۴ عدد - آرسي نقري ایک عدد

	روپیہ	آنہ	پائي
جناب سید علي حامد شاہ صاحب سجادہ نشین سنڈي ہردوئی	۳	۳	-
شیخ محمد بخش صاحب سکریٹري ترکش ریلیف فنڈ - امرتسر	۳	-	-

باقي آیندہ